۱۰۰ سال قبل طبع ہونے والی
بے مثال کتاب

کشف الحجاب

تصنیف

قاری عبدالرحمٰن انصاری پانی پتیؒ

تذکرۂ رحمانیہ

مولانا الطاف حسین حالی

تقدیم حکیم محمود احمد برکاتی

باھتمام شعبہ نشر و اشاعت
مرکزی جماعت القراء پاکستان

حضرت قاری عبدالرحمٰن پانی پتی رح کی شخصیت ۱۸۵۰ء سے قبل اور اس کے کئی سال بعد تک علماء احناف کے نزدیک بڑی وسیع حیثیت کی مالک رہی ہے آپ نے خاندان ولی اللّٰہی کے آخری چشم و چراغ مولانا شاہ اسحاق سے ابتداء سے انتہا تک اسباق کی نہ صرف تحصیل کی بلکہ شاہ اسحاق کی سرزمین حجاز ...... ہجرت سے قبل ان کے مقربین میں بھی داخل رہے یہی وجہ ہے کہ شاہ اسحٰق کی مصروفیت روز و شب سے آپکی واقفیت سند کا درجہ رکھتی تھی، ہندوستان میں فتنۂ انکار تقلید کے خلاف جن علمائے احناف نے کھل کر جہاد کیا، ان میں قاری صاحب کا نام سر فہرست ہے شاہ اسحٰق کی تربیت کے زیر اثر آپ نے اس فتنہ کی حقیقت اور اصلیت کا پردہ چاک کیا اور غیر مقلدین کی جانب سے شاہ اسحٰق کو اس فتنہ میں ملوث کرنیکی ہر کوشش کی مذمت کی اور تمام عمر اپنے استاد کے مسلک کا اعلان کرتے رہے۔ آپنے غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین کے اس دعوے کی بھی پرجوش تردید فرمائی کہ انہوں نے شاہ اسحٰق سے تحصیل علم کی ہے۔ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کی اس کوشش کا مقصد اصل یہ تھا کہ بد مذہب شاہ اسحٰق کا سہارا لیکر غریب و سادہ عوام کے سامنے باطل نظریات پیش نہ کر سکیں اور عوام پر حق بات واضح ہو جائے اس سلسلہ میں آپنے متعدد رسالے تصنیف کئے اور برابر اپنی تقاریر میں غیر مقلدین کا رد فرماتے رہے۔ میاں نذیر حسین کے سفر حجاز کے موقع پر حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی نے غیر مقلدین کے عقائد و نظریات کی تردید میں ایک فتویٰ "جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد" کے نام سے دیا تھا جس پر مولانا محمد علی مونگیری، مولانا محمد عادل کانپوری، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد یعقوب نانوتوی، مولانا محمود الحسن، مولانا عبدالحق حقانی، مولوی محمد احمد دیوبندی، مولانا محمد مہدی فرنگی محلی کے علاوہ متعدد دیگر علماء کرام نے تصدیقات تحریر فرمائی تھیں۔ اس فتویٰ پر قاری عبدالرحمٰن پانی پتی نے اپنی تقریظ میں لکھا ہے کہ تخمیناً مدت ۴۶ سال سے یعنی ۱۲۵۴ھ سے ۱۳۰۰ھ تک اس فرقہ کو خوب دیکھا، مسائل مندرجہ فتوائے ہذا کے علاوہ بڑی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہے۔ مولانا شاہ اسحٰق صاحب مرحوم بہ ملاں کو ضال و مضل وعظ میں فرماتے تھے اور یہ لوگ باہر نکل کر کہتے تھے کہ شاہ صاحب کا مذہب وہی ہے جو ہمارا ہے ظاہر میں ایسا کہدیا ہے، اسی طرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب اپنا بتلا کر دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے منحرف کرتے ہیں انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے۔ جیسے روافض و خوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ایسے ہی انکے پیچھے نماز پڑھنی ہے ان کی امامت جائز نہیں ہے۔ تفصیل طول رکھتی ہے۔" حضرت محدث سورتی کے فتویٰ کی تصدیق میں قاری صاحب کی اس تقریظ سے صاف ظاہر ہے کہ غیر مقلدین عوام کو مختلف حیلے بدل کر دھوکہ دینے میں گذشتہ ڈیڑھ سو سال سے مصروف ہیں اس مذموم کوشش میں انہوں نے علماء اہلسنت کے معتقدات کا بھی غلط پرچار کر کے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے اس قسم کی سینکڑوں مثالیں آج بھی ہمارے سامنے ہیں کہ یہ لوگ اپنی کتابوں میں ہمارے علماء کا تذکرہ کر کے ان کو اپنا ہم عقیدہ ظاہر کرتے ہیں خصوصاً حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی، استاذ العلماء مولانا لطف اللّٰہ علی گڑھی، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، مولانا حاجی امداد اللّٰہ مہاجر مکی، مولانا احمد حسن کانپوری، فخر قادریت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مفتی غلام سرور لاہوری کا تذکرہ وہابی اور دیوبندی اکثر و بیشتر بڑی عقیدت و احترام سے کرتے ہیں، تاکہ عوام کو دھوکہ میں گرفتار کیا جا سکے اور اپنے مخصوص عقائد کو عام کر سکیں حد تو یہ ہے کہ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کو بھی وہ اپنے کھاتہ میں ڈالتے ہیں۔ اسے قدرت کی ستم ظریفی ہی کہئے کہ ایک صدی قبل جو شخص اپنے استاد کے مسلک کو ان بردہ فروشوں کی دست برد سے بچانے کی کوشش میں قلم کو تلوار بنائے ہوئے تھے آج اس کا مسلک بھی انہی بردہ فروشوں کے ہاتھوں خطرات سے دوچار ہے، مختصر یہ کہ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کی شخصیت عوام اہلسنت کے لئے باعث فخر و ناز اور ان کی خدمات ہمارے لئے اعزاز ہیں ان کا ذکر باعث خیر ہے، کشف الحجاب باطل معتقدات پر ایک ضرب کاری ہے ایسے نادر رسالہ کی فراہمی پر ادارہ حکیم محمود احمد برکاتی ہمشیرہ زادہ حضرت مولانا برکات احمد ٹونکی کا مشکور ہے۔ اور اس موقع پر ادارہ صاحبزادہ ادیب

تقدیم

برعظیم میں ترکِ تقلید کی تاریخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے شروع ہوتی ہے
شاہ صاحب کی سفر حرمین سے مراجعت (۱۱۴۵ھ/۱۷۳۲ء) کے بعد شیوخ حرم کے اثر
سے ان کے رجحانات، خیالات اور نقطۂ نظر میں جو انقلاب آیا اس کے نتیجے میں وہ اگرچہ خوف فساد[1]
خلق سے عمل تو حنفی فقہ پر ہی کرتے رہے مگر ان کے فکر و نظر میں جو تبدیلی آئی اس کے لئے باوصف
احتیاط یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایسے حنفی نہیں ہے کہ جیسے تمام علماء احناف ہوتے رہے ہیں اور ہیں۔

انہوں نے تقلید پر (تقلید میں جمود ہی پر سہی) تنقیدیں کیں۔ تقلید میں اعتدال کی دعوت دی
اجتہاد کا باب بند کر دیئے جانے کا شکوہ کیا، ائمہ اربعہ کے مذاہب فقہی میں توافق و تطبیق کی کوششیں
کیں، موطا امام مالک کو دوسری کتب حدیث پر ترجیح دی۔ اور اسے اپنے یہاں داخل نصاب کیا اس
کی دو[2] شرحیں لکھیں، المسوی اور المصفی جن میں ۸۰ فیصد مسائل[2] میں احناف سے اختلاف کیا اور
ان ۸۰ فیصد میں سے ۷۰ فیصد مسائل میں شوافع کی تائید و حمایت کی، یہ تو فروع کا ذکر تھا، اصول میں
انہوں نے صد فی صد شوافع سے اتفاق کیا اور شافعیت کو اقرب الی السنت[3] کہا

مختصر یہ کہ سفر حرمین سے مراجعت کے بعد بھی وہ اگر حنفی تھے تو بقول ڈاکٹر محمد مظہر بقا
ایسے حنفی کہ

> "اصول و فروع میں ان کا اختلاف امام ابو حنیفہ کے ساتھ اتنی کثرت کے ساتھ
> ہے کہ علمائے احناف میں سے آج تک کسی نے امام صاحب کے ساتھ اتنا اختلاف
> نہیں کیا۔"[4]

اسی طرح کہا جا سکتا ہے کہ غیر شعوری طور پر ہی سہی وہ ترک تقلید کے لئے فضا ہموار اور

---

[1] ڈاکٹر محمد مظہر بقا، اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، ادارۂ تحقیقات اسلامی،
اسلام آباد ۱۹۷۳ء [3] الخیر الکثیر [4] ڈاکٹر محمد مظہر بقا، ص

زمین ہموار گئے' اور ان کی تحریروں کو ترکِ تقلید کی طرف اقدام کہنا بے جا نہیں ہو سکتا۔

شاہ صاحب کے فرزند و جانشین شاہ عبدالعزیزؒ "حنیف" ایک سو حنفی تھے یا وہی سادہ سی بات کہ جیسے اور سب علماء احناف تھے اور ہیں ایسے حنفی تھے' یہی نہیں بلکہ انہوں نے اپنے دو رسائل (۱) اصول مذہب حنفی اور (۲) ماخذ ائمہ اربعہ میں اپنے والدِ ماجد کے نظریات کا (بغیر نام لئے) رد کیا ہے' فروع میں مقلدین و غیر مقلدین کے درمیان اختلافی مسائل میں وہ تمام علمائے احناف کے ہم نوا تھے[۱]۔

مگر شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز کے بھتیجے شاہ محمد اسمٰعیل نے اپنے جد بزرگوار کی تحریروں کے مطالعے کے بعد اور ساتھ بعض مورخین کے بیان کے مطابق محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید[۲]

---

[۱] مولانا عبدالکلام آزاد کا بیان ہے[الف] کہ "شاہ ولی اللہ کا مسلک مجتہدانہ اور تقلید مذاہب سے انکار تھا' اور شاہ عبدالعزیز مقبولیت کی عام راہوں سے بے پروا ہو کر کام نہ کر سکے اور شاہراہ عام پر چلتے رہنے کے سوا ہر چارۂ کار نہ دیکھا 'اوائل میں ان کا قلم اپنے والد کے مسلک پر بے اختیار چلنے لگا تھا مگر پھر رک گئے اور احتیاط کے ساتھ قلم اٹھانے لگے' . . . . . اگر اپنے والد کے مسلک پر رہتے تو مقبولیت عوام سے دستبردار ہونا پڑتا . . ." مولینا کے خیال میں شروع میں شاہ عبدالعزیز کا مسلک بھی تقلیدِ مذاہب سے انکار تھا مگر مقبولیتِ عوام کی حرص میں وہ اپنے والد بزرگوار سے بالکل الگ ہو گئے' مقبولیت عوام کے علاوہ دوسرا سبب مولینا کے خیال میں یہ تھا کہ شاہ ولی اللہؒ کے وصال پر جب مولینا فخرالدین دھلوی نے ان کی دستار بندی کی تو کان میں یہ بھی کہا کہ "تمہارے والد بزرگوار کے دامن پر ایک دھبہ لگ چکا ہے' تمہارا کام یہ ہے کہ اسے صاف کر دو . . . ." شاہ عبدالعزیز نے یہ درخواست پوری کر دی۔" میاں نذیر حسین کے سوانح نگار نے بھی تقریباً یہی بات کہی ہے مگر ذرا باریک کاتا ہے: شاہ عبدالعزیزؒ جب اپنے والد بزرگوار کی مسند پر بطور جانشین متمکن ہوئے مرنج و مرنجاں پالیسی اختیار کی" ص ۱۸۴

[۲] وہ تقلید کے دائرے سے نکل کر عمل بالحدیث کو اپنا شعار بنا چکے تھے' شاہ ولی اللہ کا مسلک یہی (رفع یدین وغیرہ) تھا' مولینا مسعود عالم ندوی معارف شمارہ ۳ جلد ۱۵

[الف] : نقش آزاد' مرتبہ غلام رسول مہر لاہور ۱۹۵۸ء ص ۳۱۳ تا ص ۳۲۰

کے مطالعہ کے بعد تقلید امام معین کا قلاب اپنی گردن سے اتار پھینکا اور اپنے اس نئے مسلک کو صرف نظری نہیں رہنے دیا بلکہ عمل کے میدان میں بھی اقدام کیا اور رفع یدین کرنے اور آمین بالجہر کہنے لگے۔ ط

انہوں نے ان مسائل کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ ان کی تبلیغ بھی شروع کردی، اور اس طرح بات خواص سے عوام تک پہنچی، دہلی سے صادق پور تک پہنچی، مدرسہ رحیمیہ سے جامع شاہجہانی کی سیڑھیوں تک پہنچی، فارسی سے اردو تک پہنچی اور شاہ ولی اللہ کے اجمال سے تفصیل تراوش کرنے لگی اور ان کے اشارات سے صراحتوں کے برگ و بار نمودار ہونے لگے۔

یہ ۱۸۱۴ء کے اریب قریب کا ذکر ہے۔

اس وقت اگرچہ شاہ عبدالغنی (شاہ اسمٰعیل کے والد) کا وصال ہو چکا تھا مگر شاہ رفیع الدین زندہ تھے، شاہ عبدالقادر زندہ تھے اگرچہ کمر باندھے ہوئے تیار بیٹھے تھے، شاہ عبدالعزیز زندہ تھے اگرچہ رنج البواسیر کے عوارض کا شکار اور بصیر تھے، چنانچہ ایک بار شاہ عبدالعزیز کے ایماء پر شاہ عبدالقادر نے شاہ اسمٰعیل سے کہلوایا کہ:

"رفع یدین چھوڑ دو اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہوگا"

شاہ اسمٰعیل نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنے کا خیال کیا جائے تو اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے "من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر ماۃ شہید" کیونکہ جو کوئی سنت متروکہ کو اختیار کرے گا عوام میں ضرور شورش ہوگی۔"

شاہ عبدالقادر نے، شاہ محمد یعقوب سے جو دونوں کے درمیان قاصد تھے کہا:

"بابا! ہم تو سمجھے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہوگیا۔ مگر وہ تو ایک حدیث کے معنی بھی نہ سمجھا۔ یہ حکم تو اس وقت ہے جب سنت کے مقابل خلاف ہو۔ اور ما نحن فیہ میں سنت کا مقابل خلاف سنت نہیں ہے، بلکہ دوسری سنت ہے، کیونکہ جس طرح رفع یدین سنت ہے، اسی طرح ارسال بھی سنت ہے۔

لکھا ہے کہ یہ جواب سنکر شاہ اسمٰعیل خاموش ہوگئے۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ ا

۱۸۱۴ء میں شاہ عبدالقادر اور سنہ ۱۸۱۸ء میں شاہ رفیع الدین وصال فرما گئے اور صرف

ا (حکایات الاولیاء، صہ ۱۲۱-۱۲۲)

شاہ عبدالعزیز رہ گئے تھے جو کبر سن اور امراض و عوارض کی بنا پر بے خبر اور بے اثر سے ہو کر رہ گئے تھے چنانچہ شاہ اسمٰعیل نے مزید اقدام کیا اور اپنے عالی مقام چچا کے جیتے جی سید احمد صاحب سے بیعت ہو گئے اور اب تک زبانی تبلیغ کرتے تھے اب قلم بھی ہاتھ میں لیا اور پہلے تقویت الایمان اور پھر تنویر العینین فی مسئلہ رفع الیدین لکھ کر دائرہ تبلیغ وسیع کر دیا۔ خاندان کے دوسرے اعزہ نے زبان اور قلم سے افہام و تفہیم کا حق ادا کیا، شاہ مخصوص اللہ نے شاہ اسمٰعیل کی تقویت الایمان کے جواب میں معید الایمان تالیف کی، ان کے بھائی شاہ محمد موسیٰ نے حجۃ العمل فی ابطال الجہل اور رسالہ در تحقیق استعانت تالیف کئے[ع۱] مگر پھر بھی بات بڑھی نہیں تھی اور شاہ عبدالعزیز ہزار معذوریوں کے باوجود صرف اپنے وجودِ گرامی سے شیرازے کو پریشان ہونے سے مانع تھے، ان کی وفات (۷ شوال ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۳ء) کے صرف ۷ ماہ بعد ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو دہلی والوں نے دیکھا کہ شاہ ولی اللہ کا خاندان جامع شاہجہانی میں باہم صف آرا ہے۔ ایک طرف شاہ عبدالعزیز کے داماد مولوی عبدالحئی بڈھانوی اور شاہ اسمٰعیل ہیں، دوسری طرف شاہ مخصوص اللہ، شاہ محمد موسیٰ، مولانا رشیدالدین خان وغیرہ ہیں، لیکن مناظروں نے کبھی مسائل کو حل کیا ہے جو یہ مسئلہ حل ہوتا، بات بڑھتی ہی رہی تا آنکہ شاہ اسمٰعیل سکھوں سے جہاد کے لئے سرحد کی طرف روانہ ہو گئے اور اپنے پیچھے اپنے پیرو، ہم مسلک اور ہم زبان، عدم تقلید کی تبلیغ کے لئے چھوڑ گئے۔

شاہ عبدالعزیز نے اپنی زندگی ہی میں اپنا جانشین اپنے نواسے شاہ محمد اسحٰق کو منتخب کر دیا تھا، وہ نانا کے وصال کے فوراً بعد حج و زیارت کے لئے چلے گئے تھے، (بزم مناظرہ میں بھی شریک نہیں تھے) دو سال بعد وہاں سے واپس ہوئے تو شاہ اسمٰعیل تو سرحد جا چکے تھے، ان کی تحریک اور اس کے اثرات باقی تھے، اس کے ازالہ کے لئے شاہ محمد اسحٰق نے جو تدابیر اختیار کیں وہ شاہ عبدالعزیز کے خلیفہ اور جانشین اور حلقہ ولی اللہی کے خلیفۂ وقت کے شایان شان تھیں، شاہ محمد اسحٰق کا انتخاب شاہ عبدالعزیز نے سوچ سمجھ کر، پرکھ کر کیا تھا، وہ خطیبانہ اور داعیانہ مزاج لے کر نہیں، محققانہ اور معلمانہ مزاج لے کر پیدا ہوئے تھے۔ خطیب و داعی کی بات میں گرم نوائی اور جوش ہوتا ہے معلم و محقق (مدرس) کا کلام محتاط اور حقیقت پسندانہ ہوتا ہے، وہ شاعری کی

ع۱ رسالۂ فیض عام مولفہ مولینا فیض احمد بدایونی ص ۱۴۴

زبان میں بات کرتا ہے، یہ ربانی کی، اسے حق کی تبلیغ و ابلاغ کا شوق ہوتا ہے اُسے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی فکر ہوتی ہے، وہ آتش فشاں ہوتا ہے، یہ نرم رو، وہ گرم خو ہوتا ہے، یہ نرم خو، وہ پر جوش ہوتا ہے یہ با وقار، اس کا سابقہ عوام سے ہوتا ہے اس کا معاملہ طلباء سے۔

چنانچہ اس آشوب اجتہاد کا سب سے مؤثر دفاع شاہ اسحٰق نے ہی کیا، اگرچہ انہوں نے بطورِ خاص شاہ اسمٰعیل اور ان کے رفقاء کے رد میں کوئی رسالہ بھی نہ لکھا، وہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کی مجلس مناظرہ میں تو اس لئے شریک نہیں ہوسکے تھے کہ ان دنوں وہ سفرِ حرمین پر تھے، مگر وہ ہوتے بھی تو ان کے مزاج و افتاد طبع کے پیشِ نظر ہماری رائے یہ ہے کہ وہ شریک بھی نہ ہوتے اور بہت ممکن ہے کہ یہ قضیۂ وہ عوام کی عدالت میں پیش کرنے جامع مسجد تک لیجانے کے خلاف رائے دیتے ـــــ مگر اس باب میں ان کے جذبات کی تندی و تیزی کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ شاہ اسحٰق کے تلمیذ سعید و رشید اور خلیفہ نواب مولانا قطب الدین خان لکھتے ہیں:

"اور چند سال گزرے ہیں میں نے بچشم خود دیکھا تھا کہ مولینا اولانا و مرشدنا استاذنا خاتم المحدثین مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے طعن کرنے والوں پر خفا ہوتے تھے کہ رنگ آپ کا سرخ ہوجاتا تھا اور فرماتے تھے کہ بدون تقلید مذہب ایک امام کے بنتی ہی نہیں اور آپ حنفی المذہب تھے"

ـــــ توقیر الحق ص۳ طبع لاہور

نواب صاحب کا یہ بھی بیان ہے وہ تارکین تقلید کو "ضال و مضل فرماتے تھے"[1]

ـــــ توقیر الحق ص۹

شاہ اسحٰق نے ۱۲۵۴ھ میں جو فتویٰ دیا اس میں بھی یہی الفاظ ہیں

"اتباع ایشاں (مذاہب اربعہ) اتباع کتاب و سنت باید دانست . . . کسے کہ حقیقت مذاہب اربعہ نداند و انکار اتباع للشاں کند ضال است"

ـــــ تنبیہ الضالین ص۳۶

---

[1] قاری عبد الرحمٰن صاحب بھی لکھتے ہیں. جناب مولینا اسحٰق صاحب وعظوں لامذہبوں کو ضال مضل فرماتے تھے۔ ص۹ کشف الحجاب

لیکن اس شدتِ جذبات کے باوصف آپ نے اس فرقہ کے رد کے سلسلے میں وہ طرزِ عمل اختیار فرمایا، جو عین تدبر اور ہوشمندی تھا، یعنی تن تنہا ان حضرات سے نبرد آزما اور بر سرِ پیکار ہونے کے بجائے، ایسے علماء کی تربیت کے لئے خود کو وقف کر دیا جو ہر محاذ پر ملک کے ہر گوشے میں زبان سے اور قلم سے ان منکرینِ تقلید کی تردید و تغلیط کر سکیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ مدرسہ رحیمیہ کی مسندِ درس سے منضم ہو کر رہ گئے۔ تدریسِ حدیث اور طالبانِ علوم و دین کی تربیتِ فکر و نظر کے علاوہ انہوں نے دوسرے مشاغل حتیٰ کہ تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ نہیں کی وہ برسوں ہمہ تن عالم سازی اور مصنف گری میں مصروف رہے۔

درسِ حدیث کے دوران تمام مناسب مواقع پر اختلافی مسائل میں ائمہ اربعہ خصوصاً الامام الاعظم کے مذاہب فقہی کی تائید کر کے منکرینِ تقلید کا رد فرمایا کرتے تھے۔

"ہم نے دیکھا جناب مولینا محمد اسحٰق صاحب علیہ الرحمۃ کو وقت پڑھانے حدیث کے جہاں تعارض ہوا، حدیث اور روایت فقہی میں اس وقت حدیث متمسکہ حنفیہ کی بیان فرما کر دفع تعارض کر دیا کہ پڑھنے والے کو تسکین ہو گئی اور سوءِ ظنی بہ نسبت مذہب (فقہی) کے نہ ہونے پائی بلکہ حقیقت مذہب اپنے کی دل میں خوب جم گئی"

شاہ اسحٰق کے اس کارخانۂ عالم سازی اور مصنف گری کے ڈھالے ہوئے ہزاروں عالمِ دینِ حنیف اور حامیانِ مذہب ابی حنیفہ میں سے ایک بزرگ مولینا حافظ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

قاری صاحب ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۶ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد قاری محمدی انصاری سے حاصل کی، اس کے بعد دلی پہنچے اور اپنے عہد کے فضلاء کے میکدوں پر ٹوٹ پڑے، مولوی سید محمد حاجی قاسم، مولینا رشید الدین خان اور مولینا مملوک العلی سے تحصیل علوم کی پھر درسِ حدیث کی تحصیل کے لئے اس دور میں حدیث کی سب سے بڑی نامور مرکزی درسگاہ مدرسۂ رحیمیہ میں داخلہ کا افتخار حاصل کیا اور وقت کے سب سے بڑے خادم العلوم حدیث شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی کے سامنے دامانِ طلب دراز کیا اور کئی سال خدمت میں رہ کر افعال و اقوال

ع نواب قطب الدین خان، تحفۃ العرب والعجم صہ (تالیف ۱۲۸۴ھ) مطبع حسینی دلی ۱۲۸۵ھ

سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسرار و معارف سے بقدر ذوق و ظرف اپنا حصہ حاصل کی۔ ویسے بارہا اپنے والد کے ساتھ شاہ عبدالعزیز کے درس قرآن میں شرکت کی سعادت بھی حاصل کی اور یوں اُن کا سلسلۂ سند شاہ اسحٰق کے واسطے سے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) تک واسطوں سے پہنچتا ہے۔

امروہہ جا کر مولوی قاری امام الدین امروہوی سے قرأۃ و تجوید اور سلوک کی تعلیم و تربیت حاصل کی۔

۱۲۵۸ھ (۱۸۴۲ء) میں جب شاہ اسحٰق نے متعدد دینی مصالح کی بناء پر دارالحرب سے ہجرت کر کے عازمِ حرمین شریفین ہوئے تو والئ باندہ نواب ذوالفقار الدولہ نے ان سے درخواست کی تھی کہ اس طرف (باندہ) ہوتے ہوئے تشریف لے جائیں چنانچہ شاہ صاحب پہلے باندہ تشریف لے گئے۔ وہاں نواب صاحب نے شاہ صاحب سے باندہ میں قیام کے لئے اپنے کسی معتمد اور فاضل شاگرد کو منتخب کرنے کی درخواست کی شاہ صاحب نے قاری صاحب کا انتخاب فرمایا۔ چنانچہ قاری صاحب باندہ منتقل ہو گئے اور مسلسل ۱۶ سال وہاں تدریس خصوصاً تجوید کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہے؛ باندہ ہی سے ۱۲۶۰ھ میں حج و زیارت کے لئے گئے اور تقریباً ایک سال وہاں رہ کر شاہ اسحٰق سے دوبارہ صحاح ستہ کی سند حرم بیت اللہ میں حاصل کی۔

۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۷ء میں باندہ سے پانی پت چلے آئے اور آخر عمر تک وہیں درس و افادہ میں مصروف رہے؛ ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء میں مولوی عبدالحئی حسنی نے پانی پت پہنچ کر ان کی زیارت کی تھی اور ان سے سندِ حدیث حاصل کی وہ لکھتے ہیں ع

"مولینا عبدالرحمٰن صاحب بہت کبیر السن ہیں، ان کو پانچ چھ سال سے نقرس کا عارضہ ہے اور ایک سال سے نزول الماء بھی ہو گیا ہے ..... مکان ان کا مسجد سے متصل ہے؛ زنانہ مکان کے بالاخانے پر رہتے ہیں ... بہت خلوت پسند اور دائم صائم ہیں۔

آج کل مولینا باوجود کبر سن اور عذر شدید کے تین سبق پڑھاتے ہیں؛ دو سبق

ع صفہ دھلی اور اس کے اطراف، دہلی ۱۹۵۸ء

تو قراۃ سبعہ کے' ایک عورتوں کو اور ایک مردوں کو اور ایک سبق موطا کا"

— اسی کتاب کے حاشیہ میں مولانا سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں ؏۱

"قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کے نام سے مشہور ہیں' شاہ محمد اسحٰق صاحب کے شاگرد

اس زمانے کے بہت سے علماء نے آپ سے حدیث پڑھی اور قرأت سیکھی"۔

— مولوی سید عبدالحئی نزہتہ الخواطر میں قاری صاحب کے متعلق لکھتے ہیں ؏۲

"کان افضل عصرہ فی الفقہ واعرفھم بطرقہ ... کان ورعاً تقیاً فاتقاً فصیحاً مستحضر الفروع للمذہب مع الحذقۃ التامہ بالفقہ والاصول صار جمیع اوقاتہ بخدمت القرآن والحدیث عم نفعہ لاھل العلم ما من عالم من علماء الحنفیہ فی عصرہ الاخذ عنہ"

شاہ ولی اللہ نے درس قرآن کریم کا مبارک سلسلہ شروع کیا تھا جسے ان کے بعد شاہ عبدالعزیز اور ان کے بعد شاہ اسحٰق نے التزام کے ساتھ جاری رکھا' شاہ اسحٰق کے بعد ان کے جانے کن کن تلامذہ نے یہ جاری رکھا ہوگا' مگر مورخ کی کم نگاہی نے ان کے ذکرِ خیر کو نظرانداز کر دیا ؏۳ بہرحال شاہ اسحاق کے دو عزیز و سعید شاگردوں مولینا نواب قطب الدین خاں اور قاری عبدالرحمٰن پانی پتی نے درسِ قرآن کا التزام رکھا' مولینا الطاف حسین حالی نے جو قاری صاحب کے صدہا تلامذہ میں سے ایک تھے اور جنہوں نے قاری صاحب کی ایک مختصر سوانحعمری بھی تحریر فرما کر ایک بڑی ضرورت پوری کر دی ہے لکھتے ہیں کہ شاہ اسحٰق صاحب درسِ قرآن ہر جمعہ کو دیا کرتے تھے قاری صاحب بھی تقریباً پچاس برس ہر جمعہ کو درس قرآن دیتے رہے اپنی وفات سے تین چار ہفتے پہلے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

قاری صاحب کے اخلاف میں ان کے فرزند مولوی عبدالسلام کا ذکر صاحب نزہتہ الخواطر نے اپنے سفرنامہ اطراف دہلی میں کیا ہے ؏۴

قاری صاحب کا شمار تلامذہ کا شمار سہل و ممکن نہیں' الحمد للہ ہمارے بے نفس اسلاف کرام

؏۱ ایضاً ص ۷۹ ؏۲ نزہتہ الخواطر الجزو الثاس ص ۲۲۵ ص ۲۲۶ ؏۳ مثلاً میری جدہ مکرمہ کے نانا مولینا علی احمد محدث بہاری نے جو شاہ اسحٰق کے تلمیذ سعید اور میاں نذیر حسین کے ہم سن اور دوست بھی تھے ٹونک میں یہ سلسلہ جاری رکھا تھا ؏۴ ص ۸

نہ جماعتیں تشکیل دیا جاتی تھیں نہ ان کے یہاں مستفیدین کے نام رجسٹر کرائے جاتے تھے بہرحال قاری صاحب نے ۱۶ رسال باندھ میں اور تقریباً ۴۰ سال پانی پت میں، ۵۶ سال مسلسل درس دیا، اس عرصہ میں اندازہ ہی کیا جا سکتا ہے کہ صدہا علما نے ان سے علوم و معارف ہندی حاصل کیے ہوں گے، مولوی سید عبدالحی تو یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ ان کے دور میں ہر حنفی عالم نے ان سے فیض حاصل کیا ہے"۔

اس میں شک نہیں کہ علمائے احناف میں ان کا کوئی معاصر شاید کثرت افادہ اور کثرت تلامذہ میں ان کا سہیم و مثیل نہیں تھا۔

زندگی بھر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سامعہ نوازیوں سے مجالس درس کو آباد رکھنے والا آخر ایک دن "اولیٰ" سے "آخرہ" کی طرف رحلت کر گیا، ۹۰ سال عمر پائی، تاریخ وفات ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء ہے۔

آپ کے صرف تین رسائل کا سراغ مل سکا ہے۔

۱: تحفۂ نذیریہ، مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۳ھ (۱۸۶۷ء)

۲: محو الفساد فی تلفظ الضاد، ضخامت ۴۸ صفحات

۳: کشف الحجاب، مطبع بہار کشمیر لکھنؤ ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۲ء)

قاری صاحب کو شاہ اسحٰق کے تلامذہ میں نمایاں مقام حاصل تھا، انہیں عمر طویل اور استقلال و ثبات کی صفات بھی ارزانی ہوئی تھیں وہ تقریباً ساٹھ سال اپنے شیخ کے افکار کی ترویج و اشاعت اور ان کے مسلک کی تائید و حمایت میں منہمک رہے، ساتھ ہی وہ منکرین تقلید کے رد و ابطال سے بھی غافل نہیں رہے، اس سلسلے میں انہوں نے جو کام کیا اس کے کئی عنوان ہیں۔

- منکرین تقلید مسلسل یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہے کہ شاہ اسحٰق بھی منکرین تقلید میں سے تھے اور اس طرح انہوں نے پورے ولی اللٰہی خاندان پر ہی ہاتھ صاف کیا تھا۔
- دوسری غلط بات وہ یہ باور کراتے رہے کہ میاں نذیر حسین (ترک تقلید کے داعیوں میں شاہ اسمٰعیل کے بعد جن کا درجہ ہے) شاہ اسحٰق کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز تقلید و عدم تقلید کے سلسلے میں واضح اور دو ٹوک نقطۂ نظر رکھتے تھے، وہ بلا خلاف حنفی تھے اور انہوں نے اگرچہ ادباً وضاحت نہیں کی مگر نام لئے بغیر

اپنے والد ماجد کے نظریات کا رد تک لکھا تھا، یہی مسلک ان کے برادر زادوں شاہ مخصوص اللہ شاہ محمد موسیٰ کا تھا، یہی مسلک ان کے نواسوں شاہ محمد اسحٰق اور شاہ محمد یعقوب کا تھا اور شاہ محمد اسحٰق کی دوسری صفات و اخلاق کے علاوہ ان کی حنفیت راسخہ بھی ان کے انتخاب خلافت کا باعث ہوئی تھی مگر شاہ اسحٰق و شاہ یعقوب جب دیار نبی ہجرت کر گئے اور ۱۸ء میں شاہ مخصوص اللہ اور سنہ ۱۸۵۷ء میں شاہ محمد موسیٰ انتقال فرما گئے۔ مدرسہ رحیمیہ خالی ہو گیا تو ان حضرات نے موقع کو غنیمت جان کر جو غلط باتیں ان بزرگوں کے متعلق مشہور کیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شاہ اسحٰق وہابی تھے ؎۱

حالانکہ میاں نذیر حسین کا محض ادعا ہے دوسرے اس ادعا میں بھی ان کو انفراد حاصل ہے کوئی دوسرا ان کا ہم نوا اور ہم زبان نہیں۔ قاری صاحب نے اس قول کے ابطال اور اس اتہام کو رفع کرنے کی بھی کوشش کی، بلکہ یہ انکشاف بھی کیا کہ میاں نذیر حسین، مولوی حفیظ اللہ خاں اور مولوی عبد الحق بنارسی شاہ اسحٰق کی حنفیت راسخہ و کاملہ کے پیش نظر خود کو بھی حنفی ظاہر کرتے تھے اور احناف کی تائید و حمایت میں جوش کا اظہار کرتے تھے ؎۲

میاں نذیر حسین اپنی تحریک کی مقبولیت کی خاطر اور دہلی کے مسلمانوں میں اپنی ساکھ قائم کرنے کے لئے شاہ اسحٰق سے تلمذ کا دعویٰ بھی کرتے تھے اور اسی انتساب و تلمذ کے سہارے شاہ صاحب کی خلافت و جانشینی کا دعویٰ بھی کرتے تھے اور خود کو میاں صاحب کہلانے لگے تھے جو کہ دہلی میں صرف شاہ ولی اللہ کے خاندان کے ساتھ مختص تھا، میاں صاحب حقیقت میں مولوی عبد الخالق کے شاگرد تھے اور شاہ اسحٰق کے دربار میں ایک شاگرد کے شاگرد کی حیثیت سے حاضری دیتے رہتے تھے اور اس دور کے سب لوگ انہیں اسی حیثیت سے جانتے تھے، اس لئے میاں نذیر حسین کو مدت تک یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ خود کو شاہ اسحٰق کا شاگرد ظاہر کریں۔ اور اس نسبت کو حصولِ مقاصد کا ذریعہ بنائیں بالآخر ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۶ء میں یعنی جب شاہ اسحٰق کو دہلی سے ہجرت کئے ہوئے ۳۴ سال ہو گئے تھے اور اکثر

؎۱ الحیات بعد المماۃ ص۵۸۶ و ص۵۷ (یہ بھی ملحوظ رہے کہ میاں صاحب نے یہ دعویٰ سنہ ۱۸۷۶ میں کرنا شروع کیا جب کہ شاہ اسحٰق کی ہجرت کو ۳۴ سال اور ان کے وصال کو ۳۱ سال بیت چکے تھے اور ولی اللّٰہی خاندان کے تمام اہل علم ختم ہو چکے تھے اور ایک نسل ختم ہو چکی تھی۔) ؎۲ کشف الحجاب ص۱۰

تلامذہ بھی وصال فرما چکے تھے اور ایک پوری نسل ختم ہو چکی تھی، میاں صاحب نے یہ دعویٰ کر دیا مگر خوش قسمتی سے اس وقت شاہ اسحٰق کے جانشین اور مولینا نواب قطب الدین خان اور قاری عبدالرحمٰن پانی پتی بقید حیات تھے۔ ان دونوں حضرات نے بر محل میاں صاحب کو ٹوکا اور ان کے تلمذ کا انکار کیا ان حضرات کے انکار کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ میاں صاحب ان دونوں کا اپنا شریک درس بتاتے تھے [۱]

کشف الحجاب میں قاری صاحب لکھتے ہیں کہ :

سید نذیر حسین صاحب نے کس روز میاں صاحب (شاہ اسحٰق) سے پڑھا ہے فقط ہجرت کے ایام میں بطرح اغوائے خلق کے ایک ایک حدیث اوائل چند کتب کی سنا کر ایک پرچہ لکھوالیا، وعظ میں بھی کبھی جانا نصیب ہوا ہو، کبھی کبھی تعلیل میں مسئلہ پوچھنے کو جاتے تھے۔"

"اور میں ایام طالب علمی میں اپنے والد کے ساتھ جناب مولینا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ العزیز کے وعظ میں جایا کرتا تھا۔ اور سوا وعظ کے بھی حاضر ہوتا تھا اور پھر زمانۂ مولینا اسحٰق میں بھی اکثر حاضر رہا کبھی ان لوگوں کو پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ ایک مرتبہ قطب الدین خاں صاحب نے مجھ سے پوچھا تھا کہ مولوی نذیر حسین صاحب اپنے تئیں میاں صاحب کا شاگرد بتاتے ہیں انہوں نے کس زمانے میں میاں صاحب سے پڑھا ہے میں نے جواب دیا کہ میں نے تو ان کو کبھی پڑھتے نہیں دیکھا۔"

میاں نذیر حسین کی غلط باتوں اور باطل دعووں کی تردید اور ان کے گمراہ کن نظریات و افکار کی تغلیط، تحریری طور پر ہی نہیں کی بلکہ خود میاں صاحب کو سوانحعمری سے معلوم ہوتا ہے کہ قاری صاحب نے ان سے مناظرے بھی کئے ہیں [۲]

---

[۱] الحیات بعد المماۃ ص   [۲] الحیات بعد المماۃ ص

تذکرۂ رحمانیہ

مولانا الطاف حسین حالی کا ایک غیر مطبوعہ مضمون

(۱)

حضرت شاہ اسحٰق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے مولانا قاری عبدالرحمٰن انصاری ایک بہت پایہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ جن کا وطن پانی پت اور رہائش محلہ انصار میں تھی۔ حضرت شمس العلما مولانا حالی نے انہی سے اپنے بچپن اور جوانی میں حدیث کا علم تحصیل کیا تھا، جب ۱۸۹۶ء میں حضرت قاری صاحب کی وفات ہو گئی تو مولانا کو اپنے لائق استاد کے انتقال کا نہایت صدمہ ہوا۔ مرض الموت میں اُنہی کے پاس رہے اور خدمت کرتے رہے، جس وقت انہوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا تو مولانا حالی الگ ایک کونے میں بیٹھ کر رونے لگے اور عرصہ تک بہت مغموم و مضمحل رہے، اُنہی ایام میں آپ نے اپنے قابل تکریم اُستاد کی عادات و خصائل پر ایک بڑا ہی بصیرت افروز مضمون لکھا، جو آج پہلی مرتبہ اس شکل میں آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ارادہ تھا کہ اسے ننھی سی کتاب کی صورت میں شائع کروں گا، جبھی مولانا حالی کے صاحبزادے سے اس کا دیباچہ بھی لکھوایا تھا۔

یہ مضمون نہ صرف یہ کہ مولانا حالی کے تبرکات میں سے ہے بلکہ بہت سبق آموز اور نصیحت خیز بھی ہے، میں نے اس مضمون کی عرصۂ دراز تک تلاش و جستجو کی، مگر ہر جگہ سے ناکامی ہوئی اور سالہا سال کے بعد میں جب اُس کی طرف سے مایوس ہو چکا تھا تو اتفاقاً ایک روز حضرت مولانا کے ایک دوست حافظ محمد یعقوب صاحب مجددی مرحوم نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس مولانا حالی کا ایک مضمون ہے اگر تم لینا چاہو تو قیمت طے کر لو، مجھے تو مولانا کے متعلق ہر بات کی ٹوہ رہتی ہی ہے، اُچھل پڑا اور جواب دیا:

"ضرور دکھلایئے، جو آپ فرمائیں گے، حاضر کر دوں گا۔" مضمون انہوں نے دکھلایا تو یہی تھا جو اب آپ کے سامنے ہے اور جسے تلاش کر کر کے میں تھک گیا تھا۔ قیمت کا معاملہ کیا طے ہونا تھا۔ جو رقم حافظ صاحب مرحوم نے مانگی 'بلا چون و چرا' میں نے ادا کر دی اور مضمون لے لیا۔

بعد ازاں حضرت مولانا کے فرزند ارجمند مخدومی سجاد حسین صاحب مرحوم سے اس کا دیباچہ لکھنے کے لئے عرض کیا، انہوں نے میری عرضداشت قبول فرمائی اور ایک مختصر سا دیباچہ تحریر فرما دیا۔ افسوس ہے کہ یہ مضمون میں خواجہ صاحب کی زندگی میں شائع نہ کر سکا۔ اور عرصہ دراز کے بعد آج مکرمی مدیر "نقوش" کی مہربانی کی بدولت اسے شائع کرنے کی نوبت آئی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین مولانا حالی کے اس تبرک سے محظوظ ہوں گے

خاکسار محمد اسمٰعیل پانی پتی

(۲)

یہ مضمون جس کو شیخ محمد اسمٰعیل صاحب چھپوا کر شائع کر رہے ہیں، والد مرحوم (مولوی الطاف حسین حالی) نے اپنے استاد اور اپنے وطن کے قابل فخر بزرگ حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے چند روز کے بعد ۱۸۹۶ء میں لکھا تھا۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب نے اس مضمون کی ایک نقل کوشش اور کچھ روپیہ خرچ کر کے مولانا مرحوم کے ایک دوست سے حاصل کی ہے اور اس کو شائع کرنے سے ان کا مقصد یہ ہے کہ مضمون کے ساتھ اسلامی دنیا کے ایک مشہور بزرگ کے حالات بھی محفوظ ہو جائیں جو پڑھنے والوں کے لئے سبق آموز اور اُن کے دلوں میں اسلامی تعلیم کی وقعت پیدا کرنے والے ہیں۔

یہ بات کہ حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن صاحبؒ کس پایہ کے عالم اور بزرگ تھے اور یہ کہ مضمون نگار کے دل میں اپنے بزرگ استاد کی کس قدر عزت اور محبت تھی ذیل کے مضمون کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو گی۔

میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کا خاص کر اس وجہ سے شکر گزار ہوں کہ مطبوعہ مضامین حالی میں یہ مضمون پہلے نہیں چھپا اور اگر اُن کو اس کا خیال نہ آتا تو ممکن تھا کہ وہ کچھ عرصہ بعد تلف ہو جاتا

اور مسلمانوں کی آئندہ نسلیں ایک ایسے بزرگ کے حالات سے بے خبر رہیں جو اس اخیر زمانہ میں سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ خدا تعالیٰ شیخ صاحب موصوف کو جزائے خیر دے اور سب مسلمانوں کو حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے عبرت اور سبق حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار
سجاد حسین عفی اللہ عنہ
خلف خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم و مغفور
از پانی پت، محلہ افغاناں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَامِنْ رَزِیَّاتٍ اَکْبَرُ عَلَی الْاِسْلَامِ مِنْ مَوْتِ اَھْلِ اللّٰہِ وَعُمَّارِ الدِّیْنِ

(یعنی) اسلام پر کوئی مصیبت اہلِ اللہ اور علماءِ دین کی موت سے زیادہ بڑی نہیں

افسوس! ہزار افسوس اور صد ہزار افسوس!!! کہ قدوۃ العلماء و بقیۃ السلف الصالحین حاجی قاری مولوی عبد الرحمٰن صاحب انصاری رئیس پانی پت نے تاریخ ٦ر ربیع الثانی ١٣١٤ھ ہجری یوم دوشنبہ شام کے تین بجے بعارضہ تپ و ہیضہ آٹھ سات دن بیمار رہ کر کچھ کم نوے برس کی عمر میں دنیا سے رحلت فرمائی اور رات کے دس بجے امیر مودود لاری قدس سرہٗ کے مزار کے قریب بڑوالے کھیت میں دفن کئے گئے۔ باوجودیکہ رات کا وقت تھا اور تجہیز و تکفین میں نہایت عجلت کی گئی تھی جس کی وجہ سے دیہات میں خبر نہ پہنچ سکی، پھر بھی قریب پانچہزار آدمی کے جنازہ کی نماز میں موجود تھا اور سینکڑوں مرد اور عورتیں دھاڑیں مار مار کر روتے تھے، چاروں طرفوں کے رئیس، اہل حرفہ، کاشتکار اور سوداگر جنازہ کی مشایعت میں شریک تھے۔

مولانا مغفور قاری محمدی صاحب کے خلف الصدق اور قاری قادر بخش صاحب اور قاری

احمدی صاحب کے (جو قلعہ دہلی میں اکثر سلاطین اور خاص کر بادشاہ کی اولاد کے استاد تھے) حقیقی بھتیجے تھے، ان کے والد اور دونوں چچاؤں نے جناب قاری مصلح الدین صاحب پانی پتی سے جن کے صاحبزادے قاری لالہ صاحب تمام ہندوستان میں مشہور تھے۔ تجوید اور قراۃ سیکھی اور انہیں کے خاندان کی بدولت پانی پت، دہلی اور مضافات دہلی میں فن تجوید شائع ہوا۔ حفاظ و قرا کی تعداد ہزاروں سے گزر کر لاکھوں تک پہنچ گئی۔ خصوصاً مولانا مرحوم نے جس قدر قرآن مجید کی خدمت دس برس کی عمر سے آخیر عمر تک کی وہ شاید ہی کسی کو نصیب ہوئی ہوگی۔

مولانا نے قرآن اور کسی قدر صرف و نحو اور قرأت دلّی میں اپنے والد ماجد سے (جبکہ وہ بخشی محمود خاں کے ہاں سے متعلق تھے) پڑھی تھی اور وہ اپنے والد کے ساتھ شاہ عبد العزیز صاحب کے وعظ میں جایا کرتے تھے، جب والد کا انتقال دلّی میں ہو گیا تو مولوی سید محمد صاحب، حاجی قاسم صاحب، مولوی رشید الدین خان صاحب سے کسی قدر کتب درسِ قدیمہ اور زیادہ تر مولانا مملوک علی صاحب سے پڑھیں اور صحاح ستہ کی سند جناب مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب سے مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی آخِرِہٖ حاصل کی اور ان کے ہاتھ بیعتِ طریقت کی اور امروہہ میں جا کر قاری امام الدین صاحب سے علم قرأت اور علم تصوف کا اکتساب کیا۔

طالب علمی کے زمانے میں جو انہماک اور استغراق ان کو تحصیل علم میں رہتا تھا، اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ان کے عزیز اور ہم عمر دوست جو اس زمانہ میں دلّی ان سے ملنے جاتے تھے، وہ ان سے سلام علیکم یا سرسری مزاج پرسی کے بعد صاف کہہ دیتے تھے کہ "اس سے زیادہ فرصت ملنے یا بات چیت کرنے کی نہیں ہے، جب خدا بامراد لائے گا اس وقت ملیں گے" طالب علمی کے زمانے میں جو سختیاں اور محن و مشاق انہوں نے اٹھائی ہیں ان پر اس زمانہ میں یقین آنا مشکل ہے۔

١٢٥٨ھ میں جب حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ ہجرت کے ارادے سے حرمین شریفین کو جانے لگے اس وقت مولانا مرحوم بھی ان کے ہمراہ تھے، چونکہ مرحوم ذوالفقار بہادر نواب باندہ نے شاہ صاحب سے درخواست کی تھی کہ حرمین کو اس طرف سے تشریف لے جائیں، اس لئے شاہ صاحب اول باندہ تشریف لے گئے اور مولانا مرحوم کو نواب ذوالفقار بہادر کے پاس باندہ میں چھوڑ گئے تھے، تقریباً سولہ برس مولانا صاحب باندہ میں رہے اور اس عرصہ میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ کی درس و تدریس کرتے رہے، شاہ صاحب

کے تشریف لے جانے کے دو سال بعد حج کو جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں جاکر بعد حج کے کچھ کم ایک سال رہے پھر شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر رہے اور صحاح کی سند دوبارہ حرم محترم خاص حطیم میں بیٹھ کر حاصل کی جب شاہ صاحب حرمین کو روانہ ہوئے تو قرآن مجید کا درس جو وہ ہر جمعہ کو فرمایا کرتے تھے اس میں تقریباً نصف قرآن شریف کا درس باقی رہ گیا تھا مولانا مرحوم نے باجازت شاہ صاحب باندہ میں باقی سیپاروں کا درس ختم کیا اور اس کے بعد ابتداء سے قرآن کا درس دینا شروع کیا اور تقریباً پچاس برس برابر ہر جمعہ کو ان کا درس ہوتا رہا۔ خاص خاص حالتوں کے سوا کبھی کوئی جمعہ ناغہ نہیں ہوا۔ یہ قرآن بھی عنقریب ختم ہونے والا تھا صرف کسی قدر تیسواں پارہ باقی رہ گیا تھا کہ مولانا کے کوچ کا وقت آن پہنچا۔

چند سال سے مولانا مرحوم کی دونوں آنکھوں میں پانی اتر آیا تھا' انہوں نے زیادہ تر اسی خیال سے کہ قرآن مجید کا درس ختم ہو جائے مظفر نگر جاکر ایک آنکھ بنوائی مگر اس سے اچھی طرح کارروائی نہیں ہوئی۔ اس لئے ارادہ تھا کہ دوسری آنکھ بھی بنوائیں مگر چونکہ اجلِ مسمّٰی کا وقت ٹلنے والا نہ تھا' یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔

مولانا ممدوح کے فضائل و کمالات اور اعلیٰ اخلاق اور پختہ خصائل بیان کرنے کے لئے ایک جدا کتاب درکار ہے۔ مختصر یہ کہ جو خصوصیات علمی و عملی مولانا مرحوم میں پائی جاتی تھیں۔ اُن کے لحاظ سے ان کا نظیر اب دور دور نظر نہیں آتا۔ ان کی تمام عمر کتب درسیہ کی تدریس میں گزری تھی' ایک ایک کتاب کو بیس بیس۔ تیس تیس دفعہ اول سے آخر تک پڑھایا۔ اس سبب سے تمام کتابیں ایسی منجھ گئی تھیں کہ مشکل سے مشکل کتاب بلاتردد اور بغیر مطالعہ کے نہایت عمدگی سے پڑھاتے تھے صحاح ستہ کو جس محدثانہ احتیاط اور ادب و تعظیم کے ساتھ وہ پڑھاتے تھے اس کی نظیر کہیں نہیں دیکھی گئی۔

علم قرأۃ جس میں قرأ سبعہ اور ان کے راویوں کے اختلافات اور نیز قرأت غیر متواتر و شاذہ کا بیان ہے' اس میں مولانا مرحوم تمام ہندوستان میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے اور چونکہ اس فن کو اُن سے بہت ہی کم لوگوں نے حاصل کیا تھا' اس لئے آخیر عمر میں ان کی دلی خواہش یہ تھی کہ لوگ اُن سے اس فن کو حاصل کریں اور لوگوں کی اس طرف سے بے توجہی دیکھ کر خوف کیا کرتے تھے کہ مبادا یہ علم اس ملک سے ناپید ہو جائے۔

اُن کی تمام عمر کتب درسیہ اور صحاح ستہ کے درس و تدریس میں گزری تھی' مگر اب اُن کو

کوئی مشغلہ قرآن مجید کی تلاوت اور قرآن علم قرأت اور علم تجوید کی تعلیم سے زیادہ عزیز اور مرغوب نہ تھا باوجود یہ کہ کئی برس سے قویٰ میں نہایت اضمحلال پیدا ہو گیا تھا۔ سماعت بہت کم ہو گئی تھی اور بینائی بالکل نہ رہی تھی مگر ہمیشہ بیس پچیس سبق قرآن مجید کے مردوں اور قوم کی عورتوں کو پڑھاتے تھے سخت سے سخت مرض اور تکلیف میں بھی رمضان شریف کے روزے اور ایک قرآن تراویح میں سنانا کبھی ترک نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ گزشتہ رمضان شریف میں باوجود کمال ضعف و ناتوانی کے سارا قرآن شریف تراویح میں سنایا اور تمام رمضان شریف کے روزے رکھے۔

نماز سے جس کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قُرَّۃُ عَیۡنِیۡ فِی الصَّلٰوۃِ فرمایا ہے انہوں نے عجیب طرح کا تعلق پیدا کیا تھا کہ نماز کا وقت ہوتے ہی وہ بے چین ہو جاتے تھے اور جب تک نماز اول وقت ادا نہ کر لیتے تھے دنیا و ما فیہا سے کوئی سروکار نہ رکھتے تھے۔

قرآن مجید جس کی تلاوت اور خدمت اور تعلیم میں تقریباً اسی برس گزرے تھے گویا ان کی رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا اس میں سرمو مبالغہ نہیں کہ اگر بالفرض وہ تمام قرآن سوتے سوتے ختم کر دیتے تو ان کو ایک جگہ بھی متشابہ نہ لگتا۔ اور ایک حرف بھی قواعد تجوید و ترتیل کے خلاف اُن کے مُنہ سے نہ نکلتا۔

وہ قرآن کے الفاظ و حروف کو بہ قصد و روّیت مخارج سے نہیں نکالتے تھے بلکہ تمام حروف کو اپنے مخارج سے ادا کرنا ان کا سلیقہ اور طبیعت بن گیا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ مکہ معظمہ کی اقامت کے زمانہ میں جب اور ضروری کاموں سے فرصت ہوتی تھی تو میں جہاں کہیں عربوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو کھیلتے دیکھتا وہاں جا کھڑا ہوتا اور ان کے لب و لہجہ پر غور کرتا اور جہاں تک ہو سکتا تھا اسی طرح حروف و الفاظ کے ادا کرنے کی کوشش کرتا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی نسبت جو حدیث میں " اَخَفَّ وَاَتَمَّ " کا لفظ وارد ہوا ہے اس کے معنی مولانا مرحوم کی نماز اور تلاوت قرآن کا ڈھنگ دیکھ کر بالکل ذہن نشین ہو جاتے تھے، وہ قرآن مجید بہت جلد پڑھتے تھے مگر کیا امکان ہے کہ تجوید و ترتیل کے خلاف ایک حرف زبان سے نکلے۔

انہوں نے تمام قرأتوں میں سے امام نافع کی وہ روایت جو اُن کے شاگرد امام قالون کے

توسط سے پہنچی ہے اختیار کر لی تھی۔ آخر دم تک اسی روایت کے موافق قرآن مجید پڑھایا۔ چونکہ اس روایت میں مد و شد بہت کم ہے اور مولانا مرحوم کی مشق و مہارت منتہائے کمال کو پہنچ گئی تھی اس لئے باوجود نہایت تیز پڑھنے کے تجوید و ترتیل میں سرمو فرق نہ آتا تھا۔

ان کے وعظ کہنے کا طریقہ تمام واعظین کے طریقہ کے بالکل خلاف تھا ان کا وعظ درحقیقت درس ہوتا تھا جس میں نعو داستانیں اور فضول قصے کہانیاں بالکل نہ ہوتی تھیں اور کوئی بات خارج از آہنگ معرض بیان میں نہ آتی تھی۔ اول قرآن کی آیت کے صاف اور سیدھے معنے بیان کرتے تھے، پھر اس کی ترکیب کا حال اور نہایت ضروری تفسیر اور مسائل فقیہہ جو آئمہ مجتہدین نے اس سے استنباط کئے ہوں، یا کوئی ضروری اور مفید بحث جو فی الواقع قرآن کے معانی والفاظ سے تعلق رکھتی ہو بیان کرتے تھے، اس لئے ان کے وعظ سے سامعین کو بے انتہا فائدہ ہوتا تھا اور نہایت مفید کام کی باتیں اور مسائل لوگوں کو معلوم ہوتے تھے۔

مذکورہ بالا اوصاف کے علاوہ مولانا مرحوم میں وہ اعلیٰ درجہ کی صفات بھی تھیں جو بڑے بڑے مقدس علماء و مشائخ میں بھی نہیں دیکھی جاتیں۔ وہ اُن لوگوں میں سے تھے جن کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ یُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ جو کچھ ان کے دل میں تھا وہی زبان پر تھا۔ جس بات میں خدا اور رسول ؐ کی مرضی دیکھی گو سارا زمانہ اس کے برخلاف ہو اُن کو اس بات کے کرنے میں کچھ باک نہ تھا اور جس امر کو حکم الہٰی کے خلاف سمجھا گو کہ ساری برادری اور کنبہ اس کو اچھا جانے وہ ہمیشہ اس کے مخالف رہے اور جہاں تک ممکن ہوا اس کے مٹانے میں کوشش کی۔

انہوں نے شادی و غمی کی تمام بیہودہ رسمیں یک قلم اپنے ہاں سے موقوف کر دیں بلکہ بعض لغویات تمام برادری اور کنبے سے موقوف کرا دیں۔ مگر جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ بَدَاءَ الْاِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبٰى لِلْغُرَبَاءِ۔ ان کی ہدایتوں اور نصیحتوں پر زیادہ تر عمل کرنے والے اور ان کا حکم بجا لانے والے غریب، اہل حرفہ، کاشتکار اور دوکاندار لوگ تھے جو ہمیشہ اُن کی خدمت میں حاضر رہتے، آٹھویں روز اُن کی مجلس وعظ میں شریک ہوتے اور ہر سویں دن میں اُن کا قرآن سنتے تھے۔ ان لوگوں نے صدہا رسوم و بدعات صرف مولانا مرحوم

کی ہدایت سے ہمیشہ کے لئے ترک کردیں۔

وہ صرف زبانی نصیحتوں پر ہی اکتفا نہ کرتے تھے بلکہ ہمیشہ ترک رسوم بدعات اور احیائے سُنن میں خود نمونہ بن کر لوگوں کو اس کی طرف مائل کرتے تھے۔

مولانا مرحوم تشخص، تعلی اور نمود کی باتوں سے نہایت نفرت کرتے تھے۔ معاملات میں ایسے صاف اور کھرے آدمی دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں۔ الیٹ اور لیت ولعل اُن کے مزاج و مطلق نہ تھی، نہ اپنا حق کسی کے پاس چھوڑتے تھے اور نہ دوسروں کے حق میں دست اندازی کرنا چاہتے تھے آج کا حساب کل پر اور کل کا حساب پرسوں پر کبھی نہ رکھتے تھے۔ انتظام، تدبیر منزل، اوقات کی پابندی، کاموں کی ترتیب، مستعدی و استقلال اُن کی خاص صفتیں تھیں، اُن کی جزرسی اور کفایت شعاری بالکل مثنوی معنوی کے اس شعر کے مصداق تھی ؎

اے بسا امساک کز انفاق بہ

مالِ حق راجز براہِ حق مدہ

اگرچہ وہ فرائض و واجبات و سُنن کے سوا نوافل و اوراد و وظائف کے زیادہ پابند نہ تھے مگر جس قدر نوافل یا اذکار کا انہوں نے التزام کر لیا تھا۔ ان میں بمجوائے اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُهَا کبھی فرق نہ آتا تھا۔

قصبہ پانی پت میں جو اولاد حضرت ابو ایوبؓ انصاری صاحب الرحل اور ثانیاً شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ پیر ہرات کی چھ سو برس سے آباد ہے۔ مولانا بھی اسی قوم کے ایک رکن تھے اس قوم میں سُنی اور شیعہ دونوں مذہب کے آدمی شامل ہیں۔ مولانا مرحوم کو اپنی قوم کے بچوں، جوانوں اور بوڑھوں سے ایسی محبت تھی کہ اُن کو دیکھ دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے تھے۔ باوجودیکہ اُن کی قوم کے آدمی بہ نسبت اور قوموں کے اُن کے فیضِ صحبت سے بہت کم مستفیض ہوتے تھے اور اُن کی خدمت میں کم حاضر رہتے تھے۔ بایں ہمہ جب کوئی شخص اپنی قوم کا مل جاتا تھا تو اُس سے نہایت مہربانی اور عنایت اور محبت کے ساتھ ملتے تھے، اور ہمیشہ دل سے اپنی قوم کی خیرخواہی کا خیال رکھتے تھے۔

محلہ کی مسجد[۱] جس میں مولانا مرحوم نماز پڑھا کرتے تھے اس کی مرمت کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی جو انصاریوں کے سوا کسی سے انہوں نے طلب نہیں کیا، البتہ اگر کسی نے غیر قوم کے لوگوں میں سے

---

[۱] یہ مسجد بڑوالی مسجد کے نام سے مشہور تھی (اسمٰعیل)

اپنی خوشی سے کچھ دیا تو اُس سے انکار بھی نہیں کیا اور جو کچھ کمی رہی وہ اپنے پاس سے پوری کردی۔ غیر قوم کے لوگوں سے انہوں نے صرف اس خیال سے نہیں طلب کیا کہ محلّہ کی مسجد کو خود نہ بنانے اور غیر قوم سے مدد لینے میں ان کی اپنی قوم کو دھبّہ لگے گا۔ مسجد کے برابر ایک مکان نواب امان اللہ خان مرحوم انصاری کا تھا اس کو اُن سے مانگ کر مسجد میں شامل کرلیا اور اس طرح مسجد کو خالص انصاریوں کی امداد سے تیار کرایا۔ یہ بظاہر ایک ادنیٰ بات معلوم ہوتی ہے مگر یہی وہ چیز ہے جس کے نہ ہونے سے روز بروز مسلمانوں کی تمام جماعتیں پراگندہ اور کمزور ضعیف ہوتی جاتی ہیں۔

مولانا مرحوم کی سیدھی سادی اور بے تکلّف وضع کو دیکھکر ایک اجنبی آدمی اُن کو اُحدٌ مِنَ النَّاس سمجھتا تھا مگر ہندوستان کے تمام اطراف وجوانب میں ان کے معتقدین ومسترشدین گنتی اور شمار سے خارج تھے۔ ملک کے ہر حصے سے صدہا استفتاء اُن کے پاس آتا تھا اور سینکڑوں آدمی بیعت کے لئے اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ وہ بظاہر مولویت کے لباس میں تھے مگر درحقیقت بہت بڑے شیخ تھے اور وہ جو کسی بزرگ کا قول ہے کہ "قطبِ وقت کو پہاڑوں۔ جنگلوں اور ویرانوں کی تنہائی اور عزلت میں نہ ڈھونڈو بلکہ بازاروں میں بال بچوں میں، خرید وفروخت میں اور تمام دنیا داری کے تعلقات میں تلاش کرو" سو یہ قول مولانا مرحوم کی شان میں پورا پورا صادق آتا تھا۔ اُن کے نزدیک ترک وتجرید کا نام فقر ودرویشی نہ تھا بلکہ دنیا کو مزرعۂ آخرت سمجھنا اور تمام دنیا کے معاملات حکمِ خدا اور رسولؐ کے موافق طے کرنا اور بے ہمہ وباہمہ رہنا اسی کو درویشی سمجھتے تھے۔ اُن کا حال اس شعر کا مصداق تھا ؎

پاک ہیں آلائشوں میں بندشوں میں بے لگاؤ
رہتے ہیں دنیا میں سب کے درمیاں سب سے الگ

اگرچہ اخیر عمر میں بسبب ضعف وناتوانی کے اوقاتِ نماز کے سوا اور وقتوں میں بہت کم باہر نکلتے تھے اور گھر میں ایک علیحدہ بالاخانے میں رہتے تھے مگر اپنی طاقت اور قوت کے موافق اپنے تمام کام خود ہی سرانجام کرتے تھے۔

مولانا مرحوم دین کے معاملات میں اپنی رائے اور قیاس کو کبھی دخل نہ دیتے تھے بلکہ

جو کچھ شیوخ اور اساتذہ سے سنا تھا یا جس طریقہ پر ان کو چلتے دیکھا تھا یا جس طرح کتابوں میں پڑھا تھا۔ اس سے سر مو تجاوز نہ کرتے تھے۔ تنہائی یا مجمع عام میں اگر کوئی ان سے کچھ مسئلہ پوچھتا تھا اور ان کو اس کا جواب سردست معلوم نہ ہوتا تھا تو باوجود مرجع خلائق ہونے کے وہ صاف کہدیتے تھے کہ اس وقت مجھے معلوم نہیں۔ جب تک ان کو اپنے جواب پر نہایت اطمینان اور وثوق نہ ہوتا تھا کبھی زبان سے نہ نکالتے تھے۔

۱۸۵۷ء کے غدر میں وہ باندہ میں تھے۔ جہاں کے لوگ ان کے نہایت معتقد اور ان کے حکم بردار تھے تیس چالیس انگریز اور ان کے بچے اور میمیں باغیوں کے خوف سے ان کی پناہ میں آگئیں۔ انہوں نے سب کو پناہ دی اور اپنے معتقدین کو حکم دیدیا کہ جہاں تک ہوسکے اِن کی حفاظت کرو اور برابر اُن کے کھانے پینے کی خبر لی۔ اور جنہوں نے جان کے خوف سے مسلمان ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ان کو قاعدہ کے موافق مسلمان کرلیا۔ چنانچہ وہ سب پناہ گیر مرحوم کے مدرسہ میں امن کے زمانہ تک رہے اور جب غدر رفع ہو گیا تو وہ بخیریت تمام اپنے اپنے ٹھکانے پر چلے گئے۔ ایک روز ان میں سے ایک شخص جو بہت بڑا افسر تھا اپنے اصلی لباس میں مولوی صاحب سے ملنے آیا۔ انہوں نے اُسے مطلق نہ پہچانا چونکہ وہ شخص بھی مولانا مرحوم کے ہاتھ پر مسلمان ہوچکا تھا اور انہوں نے اس کا نام بھی مسلمانوں کا سا ہی رکھدیا تھا اس نے اپنا وہی نام بتایا کہ میں وہ شخص ہوں اس وقت مولانا نے پہچانا اس یوروپین افسر نے کہا کہ آپ اپنے متعلقین کی طرف سے ایک درخواست لکھوا کر مجھ کو دیجئے کہ اتنے یوروپین مردوں اور عورتوں اور بچوں نے ہمارے پناہ لی تھی اور آخر تک مولوی صاحب نے ان کو ہر ایک آفت اور حملہ سے بچایا۔ اس کے صلہ میں ہم کو سرکار سے جاگیر یا انعام ملنا چاہیئے۔ مولانا یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ میں نے اپنے مذہب کے موافق اس وقت تمہاری حفاظت اور حمایت کرنا ضروری سمجھی تھی سو اس کے موافق عملدرآمد کرنا میرا فرض تھا میں یا میری اولاد ہرگز اس کا عوض تم سے یا سرکار سے نہیں چاہتی تم اس کا خیال نہ کرو۔ یہ سنکر وہ افسر نہایت ادب اور تعظیم سے مولوی صاحب کو سلام کر کے رخصت ہو گیا اور مولوی صاحب چند روز کے بعد پانی پت چلے آئے۔

مولانا مرحوم کے شاگردوں اور مستفیدوں اور مسترشدوں کی تعداد دائرہ حصر و احصا

سے باہر ہے۔ یہاں تک کہ ان کے بعض جلیل القدر شاگرد عرب میں بھی موجود ہیں۔ ازاں جملہ مولوی حبیب الرحمٰن سندھی بنگالی نزیلِ مدینہ جو ایک مدت سے مدینہ طیبہ میں رہتے ہیں اور جن کا تمام مدینہ کے علماء و مشائخ ادب کرتے ہیں مولانا مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور ان کا شیخ ہونے کی وجہ سے وہاں کے علماء باوجود عدم ملاقات کے مولانا مرحوم کا نہایت ادب اور تعظیم کرتے ہیں۔

نہایت افسوس ہے کہ پانی پت ایک ایسے بزرگ سے خالی ہو گیا جو نہ صرف اہلِ پانی پت کے لئے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے باعثِ فخر تھا اور جس کا مثل آئندہ زمانہ میں پیدا ہونا محالاتِ عادیہ میں سے معلوم ہوتا ہے ؎

فَمَا كَانَ قَيْسٌ هُلْكُهٗ هُلْكُ وَاحِدٍ
وَلٰكِنَّهٗ بُنْيَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

یعنی قیس کا مرنا ایک آدمی کا مرنا نہ سمجھو بلکہ وہ قوم کی بنیاد تھی جو گر گئی۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ مولانا مرحوم نے انتقال سے تین چار ہفتے پہلے جامع مسجد میں جو درس فرمایا تھا اس میں زیادہ تر موت کے مسائل یعنی تجہیز و تکفین اور غسلِ میت وغیرہ تشریح کے ساتھ بیان فرمائے تھے، یہ گویا آخری وعظ تھا اس کے بعد پھر نوبت وعظ کی نہیں آئی۔

مولانا مرحوم کی ایک مستمرہ عادت یہ بھی تھی کہ اپنا درس ہمیشہ اس کلمہ پر ختم کرتے تھے "باقی بیان انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہو گا" مگر اس آخری وعظ میں بجائے اس کے یہ فرمایا کہ "باقی بشرطِ زندگی آئندہ"

عزیزی حافظ اخلاق حسین سلمہٗ اللہ تعالیٰ برادر زادہ راقم نے جو کہ مولانا مرحوم کے شاگردوں اور معتقدوں میں سے ہیں مولانا مرحوم کی تاریخ وفات قرآن مجید کے اس جملہ سے کہ لَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ [۱۳۱۴] نکالی ہے جس کو الہام کہنا چاہیئے۔ ہمارے نزدیک یہ جملہ متبرکہ ضرور بالضرور مولانا مرحوم کی قبر پر کندہ کرانا چاہئے۔

راقم کمترین شاگرداں
مولانا مرحوم الطاف حسین

اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار

از افادات جناب مولانا قاری محمد عبدالرحمن صاحب پانی پتی انصاری سلمہ الله فیضہ

۱۲۹۸

کتاب العجاب

حسب فرمایش مصنف موصوف الصدر دام فیضہ ما طلع الهلال والبدر

مطبع بہار کشمیر واقع لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اما بعد بعض اشخاص نے استفسار کیا کہ یہ فرقہ نو حادث جسنے اپنا نام غیر مقلد و محمدی رکھا ہے اور دعوی کرتے ہین کہ ہم عمل بالحدیث کرتے ہین اور تقلید کو حرام و شرک کہتے ہین اور بوقت الزام کھانے کے قید شخصی کی بڑھاتے ہین یہ فرقہ اہل سنت سے ہے یا موافق بعض اہل علم کے یہ روافض سے ہین یا موحدین مین سے ہین اسکا اظہار ہم چاہتے ہین سو جاننا چاہیے کہ اب تک یہ فرقہ نام اتباع رسول اللہ کا لیتا ہے تو اسواسطے ہم اونکو موحد نہین کہہ سکتے ہین ہان ظن غالب یہی ہے کہ یہ لوگ تقیے سے بغرض اغوای اہل سنت کے اہل سنت مین مل رہے ہین جب انھون نے دیکھا کہ روافض معلن کے فریب مین اہل سنت نہین آتے ہین پردہ محبت اہل بیت کو اہل سنت جلد سمجھ جاتے ہین تو ان لوگون نے پردہ عمل بالحدیث کا اخراج کیا کہ اس پردے مین ہزارہا اہل سنت گمراہ ہوگئے پہلے پہلے فقط بحث رفع یدین و آمین و قرات خلف الامام مین جو اہل سنت ائمہ مین مختلف فیہ تھے تکرار ڈال کر دھوکا دیا کہ ہماری غرض فقط عمل بالحدیث ہی پھر آہستہ آہستہ

بطریق بحث وتکرار کے اصول مذہب روافض مین تکرار ڈالی تا عوام متحیر ہو جاوین چنانچہ بطور
نمونہ کے بیان ہوتا ہی اور جو جو مکائد رافضی بنانے کے تحفہ اثنا عشری مین مرقوم ہین
اکثر کو یہ لوگ استعمال کرتے ہین ناظرین تحفہ پر ظاہر ہی جیساکہ کلیات روافض سے ہی توہین تقلید
مذاہب اربعہ وانکار تراویح وحکم ارتداد عائشہ رضہ وتحمیق صحابہ کرام وفتوی دینا ایرانیون کا
واسطے جہاد کے اہل توران پر وخطبہ جمعہ وعیدین مین سے نام صحابہ کبار کا نکال دینا اور
اپنے تئین مانند روافض کے محمدی کہنا اور دین محمدی کو مذہب محمدی قرار دینا اور معانی
متشابہات قرآنی کو عوام کی تکرار مین ڈالنا اور انکو اس ذریعہ سے بہکانا اور جب غلبہ
اہل سنت کا دیکھین تو فوراً تقیہ کرکے سنت جماعت بلکہ حنفی مذہب بتانا اور جھوٹی
قسم اپنے اہل سنت ہونے پر کہانا پھر جب وقت آئے نکل جانا پھر اپنا جال تزویر کا
عمل بالحدیث کے پردے مین پھیلانا اور ہر کام کو جھوٹ فریب وتقیہ سے نکالنے کو
عین ایمان سمجھنا چنانچہ اس اجمال کی تفصیل آگے بیان ہوتی ہی انشاء اللہ تعالی اور
عمل بالحدیث کے نام سے بالکل کلام اللہ کا رد کرنا یہ انھین کا کام ہی جاننا چاہیے کہ
یہ متقی تقیہ کے پردے مین کہتے ہین کہ تقلید مطلق حرام ہی عملاً واعتقاداً بلکہ شرک ہی خصوصاً
تقلید شخصی تو بالکل باطل ہی سو حقیقت یہ ہی کہ تقلید اعتقادی تو بری ہی تحقیق کرکے اعتقاد
درست کرے اگرچہ ایمان مقلد کا نادرست ہی بموجب آیہ کریمہ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا
فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ اور تقلید عملیات مین مجتہد کو جائز نہین ہی اور مقلد عامی کو جائز
بلکہ واجب مخیر ہی مذہب اہلسنت مین یہ متقی لوگ جو کہتے ہین کہ تقلید فقہای اربعہ کی
حرام وشرک ہی کہ انکی تقلید کرنے پر کونسی آیت یا قول معصوم ہی سو ہم پوچھتے ہین تم
سند مین حدیث کتب احادیث کی لاتے ہو اور تم کہتے ہو کہ یہ حدیث فلانی کتاب مین
ہی تو اوس کتاب کے مصنف کے صدق پر کونسی دلیل آیت یا حدیث کی ہی کہ قرآن یا
حدیث مین کہان ہی کہ فلانا محدث جو صحیح کہے اوسکو حدیث صحیح مانو اس تقلید مطلق اور

تقلید شخصی کی کیا دلیل ہے باوجودیکہ روایات کتب حدیث مین حسب اہل ہوا روافض خوارج
قدریہ جہمیہ بھرے ہوئے ہین تو روایات بخاری مین سردار مفسدون کا مروان بن حکم اور
مرمی بالتشیع اور اکثر ضعفا بھرے ہوئے ہین پھر کتب حدیث کی صحت پر کس طرح
اعتقاد ہو اور اسکے حکم صحت کی تقلید پر مطلقا یا شخصی پر کونسی آیت یا حدیث ہے پھر انکی
تصحیح کا کیا اعتبار ہے پھر جیسے تم اپنی کتب حدیث کا اعتبار کرتے ہو روافض بھی کلینی اور
تہذیب اور استبصار وغیرہ کا اعتبار کرتے ہین اور تمہاری کتابون کو غلط بتلاتے ہین
پھر اگر تقلید مطلق جائز اور شخصی ناجائز ہے تو عمل موافق کتب احادیث روافض کے بھی جائز
یا واجب ہوا الا کونسی دلیل آیت یا حدیث سے ثابت ہے کہ روافض کی حدیثون پر
عمل نہین جائز اور اہل سنت کی حدیثون پر جائز ہے تو جب تقلید شخصی نہ رہی تو ہر شخص
مختار ہے چاہے احادیث روافض پر عمل کرے چاہے اہل سنت کے احادیث پر جب
عمل احادیث روافض پر کرے گا رافضی خود بخود ہو جائے گا بس مطلب قلبی تمھارا پورا
ہو گیا کہ تم تقیے کے پردے مین تھے اور عوام تقلید شخصی کو چھوڑ کر خود بخود رافضی ہو جاینگے
عقلا کو غور کرنا چاہیے کہ یہ کیسا بڑا کید برائی مذہب اہل سنت و شریعت محمدی کے واسطے
ان روافض تقیہ شعار نے کیا ہے ان شقی لوگون سے ڈرنا اور جدا رہنا چاہیے تحفہ مین
باب مکائد مین دیکھو کہ یہ لوگ کس طرح مکائد کلی و جزئی کو واسطے اغوا اہل سنت کے
استعمال کر رہے ہین پہلی فصل مکائد کلیہ مین دیکھو کہ تمام طریقہ اغوا انکے کا طریقہ غوا
شیعہ کا ہے کہ بزرگان دین صحابہ و ائمہ حدیث و سلوک کو و علمای نامدار کو غیر مقلد کہتے ہیں
اور بداہت کا انکار کرتے ہین اس فصل کو ملاحظہ کر لو اختصارا نقل نہین کی گئی بطور نمونے کے
چند مکائد جزئیہ تحفہ سے بیان کیے جاتے ہین اور اختصارا گو ترجمہ پر کفایت ہوتی ہے تا عوام
ظاہر ہو جائے کہ یہ لوگ متقی رفضی بغرض اغوائے اہل سنت کے اہل سنت بنے ہوئے ہین
کید و ہم قبل از نقل ترجمہ مکائد سے ایک اور بات بھی یاد رہے کہ ناظران باس تحریر کو

اہل سنت ہو یا متقی شیعہ ہو خیال نہ گذرے کہ یہ سب علامات اس فرقہ میں نہیں پائے جاتے ہین
البتہ بعض بعض ہین تو یہ تحریر غلط ہی سو یاد رہے کہ یہ سب علامات اور دلائل نہونے کا
ہر شخص مین ایک سبب ہی اور وہ یہ ہی کہ جو انکے استاد کامل ہین وہ توبسبب کمال ہوشیاری اور
تقیے کے علامات تشیع کے اپنے اوپر ظاہر ہونے نہین دیتے اور دعوے کرتے ہین کہ ہم
اہل سنت ہین بلکہ حنفی ہین جھوٹ کہتے ہون یا توریہ کرتے ہون اور جو لوگ شاگرد نو آموز ہین
اور اونکی کم استعدادی سے تمام مکنون خاطر اونکو تعلیم نہین کیا بعض بعض مسائل اختلافی مین
ابھی اونکو ڈالا ہی بتدریج اونکو گمراہ کرتے ہین ایسے شاگردون مین یہ سب باتین نہین پائی
جاتی ہین بسبب انکے نقصان استعداد کے بتدریج سب امور تعلیم ہوتے جاتے ہین ان شاگردونکی
کم ظرفی و عدم تحمل و تقیہ باعث عدم تعلیم کا ہی جسقدر قوت اغوا و تقیہ کی انکو ہوتی جاتی ہی
اوسقدر انکو اسرار مخفی تعلیم ہوتے جاتے ہین پہلے پہلے فقط رفع یدین اور آمین بالجہر کی کیفیت
کرتے ہین جب آمین کامل ہوگئے قراۃ خلف الامام کو بذریعہ احادیث مرجوحہ ضعیفہ کے
تعلیم کرتے ہین پھر مضامین متشابہات کی تکرار سکھاتے ہین پھر اعتقادات باطلہ حسب استعداد
شاگردونکے تعلیم کرتے ہین جسکی استعداد ناقص جانتے ہین اوسکو فقط چند مسائل فروع اختلافی مین
مضبوط کرکے عوام سے لڑاتے ہین تاکہ عوام اہل سنت مین اختلاف پڑ جائے انسے فقط اسی قدر
لڑائی اور اختلاف ڈالنے کا فائدہ ہوا گو یہ لوگ رافضی خالص نبنے غرض ساری اس فرقے مین
سب یہ علامات اس سبب سے نہین پائے جاتے کہ مذکور ہوا غرض ان تقیون نے جیسی جسکی
استعداد پائی ویسا ہی بہکایا ہی کوئی عامل بالحدیث کے پردے مین پورا مغوی ہو گیا کوئی چند
فروع مین اونکا دعوی عامل بالحدیث کا کرکے ابطال مطالب قرآن و حدیث مین کوشش کرتا رہگیا
آگے نچلا اور عمل قرآن و حدیث پر خدای تعالی نے نصیب اہل سنت کے کیا ہی انشاء اللہ تعالے
قیامت تک رہیگا واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اب ترجمہ مکائد روافض کا سنو جسکو مولانا
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے مکائد روافض مین لکھا ہی کہ بذریعہ ان مکائد کے

اہل سنت کو رافضی بناتے ہیں بعد ملاحظہ ان مکائد کے پھر منصف کو اس فرقے کے رافضی ہونے میں
شک نہ رہے گا کید وہم یہ ہے کہ روافض کہتے ہیں کہ اہل سنت اپنے تئیں شارع جانتے ہیں
اور دین میں اوس چیز کو جسکی خدا نے اجازت نہیں دی ہے مشروع اور داخل کرتے ہیں یعنی قیاس کو
بے دلیل حکم شرعی جانتے ہیں اور قیاس سے احکام شرع کو ثابت کرتے ہیں اور یہ طعن انکی حقیقت میں
اہل بیت کے اماموں پر پڑتی ہے الی آخر الجواب کید سولھوین یہ ہے کہ ایک جماعت انکے
علماکی نے اپنے تئیں محدثین اہلسنت سے ظاہر کیا اور علم حدیث میں مشغول ہوئے اور
اہلسنت کے معتبر محدثین سے حدیثین سنین اور صحیح سندین اونکی یاد کین اور ظاہر میں متقی اور
پرہیزگار رہنے رہے یہانتک کہ طالب علمون کو اعتقاد سچا انکے حق میں پیدا ہوا اور انسی حدیث
شروع کی اور احادیث صحاح وحسان روایت کی اونمین اپنے موضوعات کو بھی جو مطابق
اپنے مطلب کے بنا رکھے تھے داخل کر دیا اور اس کید انکے نے بہت خواص اہلسنت کی
راہ ماری عوام کا تو کیا ذکر ہے اسواسطے کہ تمیز درمیان احادیث صحیحہ و موضوعہ کے راویوں پر ہے
جو راوی بسبب اس دغل و فریب کے ایک ہوگئے تمیز مشکل ہوگئی امتیاز صحیح و موضوع میں
جاتی رہی لیکن بعنایت الٰہی شامل علوم اہلسنت کے تھی انکے مکر سے واقف ہوگئے ۱۲ انتہی

ف اسی طرح سید نذیر حسین صاحب اور حفیظ اللہ خان صاحب کبھی کبھی مسئلہ پوچھنے کو
یا کوئی لفظ جلالین کا پوچھنے کو جاتے تھے خدمت میں جناب مولانا اسحق صاحب قدس
سرہ کی اور بوقت ہجرت میاں صاحب کے ایک ایک حدیث پانچ چھہ کتابوں کی میاں صاحب کو
سنا کر ایک پرچہ بطور سند کے لے لیا اور حفیظ اللہ خانصاحب کو تو یہ بھی نصیب نہیں ہوا
پھر نقلب صاحب میں سید نذیر حسین صاحب نے اپنے خسر کے پردے میں خلافت و جانشینی کی
درخواست کی جواب سخت سنکے ناامید ہوئے اور بحضور حضرت میاں صاحب کے اپنے تئیں
حنفی مذہب جتاتے رہے اور ابو حنیفہ کی طرف سے جواب دیتے تھیں گرمی سے کف منہ میں
آآتا تھا پھر بعد ہجرت جناب میاں صاحب کے جو دلی خالی پائی آپ محدث بن بیٹھے اور

امام لامذہبون کے ہوکر احادیث موضوعہ اور ماؤلہ اور منسوخہ کو رواج دیکر ایسی سڑک رافضی
بنانے کی نکال دی کہ روح عبد اللہ بن سبا کی بھی آفرین کہتی ہی اور غلطا اپنے تئین
میانصاحب کا شاگرد کہکر خلق کو بہکاتے ہین میان صاحب تو اِن لوگون کو ضال اور مضل
کہتے تھے انکی امامت جائز نہین کہتے تھے باوجودیکہ یہ دونون صاحب مخالف مذہب جناب میانصاحب
کے ہین کس طرح عوام انکو مقتدا اہل سنت کا جانتے ہین اور بہکتے ہین **کید تیئیسوان ۲۳**
یہ ہی کہ کسی شخص علمای زیدیہ کا یا کوئی عالم شیعہ کا سوای اثنا عشریہ کے نام لیوین پہلے پہلے
اوسکے حال مین بہت مبالغہ کرین کہ وہ اہلسنت سے بڑا متعصب تھا بلکہ بعضے نے کہا ہی
کہ وہ سخت ناصبی تھا پھر اوس شخص سے ایسی روایت نقل کرین جس سے بطلان مذہب
اہلسنت کا اور تائید مذہب امامیہ اثنا عشریہ کی ثابت ہو تاکہ دیکھنے والا دہوکا کھاوے
اور گمان کرے کہ اگر یہ روایت صحیح نہوتی تو ایسا متعصب ایسی روایت کو کیون نقل کرتا
مثل زمخشری صاحب کشاف کہ تفضیلی و معتزلی ہی اور خطیب خوارزم کہ زیدی غالی ہی و ابن
قتیبہ صاحب معارف کہ رافضی ہی الخ انتہی **ف** اسی طرح یہ متقی لوگ جس عالم کو چاہین
کسی مذہب کا ہو اوسکی پہلے تعریف مین لکھین کہ یہ بڑا متعصب اہلسنت سے ہی پھر اوس سے
روایات اپنی لامذہبی کی تائید کے روایت کرتے ہین یہ بات انکی تحریرات کی ناظرین پر
ظاہر ہو **کید ۲۴** یہ ہی کہ جھوٹ مشہور کرتے ہین کہ ایک لونڈی حبشیہ نے مجلس ہارون رشید
مین بحث مذہبی کرکے دلائل سے حقیت مذہب شیعہ کی ثابت کی اور مذہب شیعہ کی بہت
تعریف کی باوجودیکہ مجلس ہارون رشید کی علمای اہلسنت سے بھری ہوئی تھی کسی نے دم نما را
اور جسنے گفتگو کی الزام پایا ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ نے گفتگو کرکے الزام پایا غرض اس
جھوٹی حکایت سے یہ ہی کہ مذہب اہلسنت ایسا ضعیف و واہی ہو کہ ایک کنیز حبشیہ نے باطل کر دیا
اور کسی کو علماے اہلسنت سے طاقت جواب کی نہوئی الخ مختصراً انتہی **ف** اسیطرح بہتان اعم باتر
چند تقریرین طمع کی یاد کرکے مانند لشکر جنات کے شہرون اور قریات مین پھرتے ہین بہکاتے ہو

اور ہر جگہ یہ کہتے ہین کہ فلان شہر مین ہم گئے کسی نے ہمارا مقابلہ نہ کیا اور اگر کسی مسلمان سے
مقابلہ ہوا تو ذلت اور خواری اوٹھا کر وہان سے بھاگے اور مشہور کیا کہ ہم وہان کے سب علما کو
الزام دے آئے باوجودیکہ وہان اہل علم ایک بھی نتھا مسلمان اونکی ہیبت سے عالم نظر آیا تا عوام
نا سمجھ اسکو سچ جانکر فقہا و محدثین کی تقلید چھوڑ کر ہماری تقلید کرین ف یہ بھی انکا قاعدہ ہے
کہ جو شخص ایمہ اربعہ پر تبرا اور صحابہ کی کم علمی کا دعوی کرنے لگے اوسکو خطاب مولوی کا دیتے ہین
اور مسائل پر اوسکی مہر ہونے لگتی ہے فقط کید ۳۰ بعضے علما انکے بڑی کوشش کرتے ہین بیچ
باطل کرنے مذاہب فقہای اربعہ کی اس طور پر کہ ایک مذہب کو مخفی باطل کرتے ہین اور تین مذہب
برملا جیسا ایک کتاب دیکھی گئی شیعہ کے عالم کی کہ اوسنے اپنے تئین شافعی مذہب قرار دیا اور
رد و قدح دلائل مذاہب ثلثہ مین کرکے جب نوبت ثابت کرنے مذہب شافعی کی پہنچی تو اوسکو
بدلائل ضعیفہ اور قیاسات مردودہ کے بیان کیا تا اوسے سمجھ والا بھی اون دلائل کو قبول
نکرے تو اس پردے مین مذہب شافعی بھی باطل ہوجائے الخ انتہی ف اسی طرح یہ لوگ
دباو کے وقت شافعی بن جاتے ہین اور احادیث ضعیفہ منسوخہ مؤولہ سے استدلال کرتے ہین
تا بطلان چارون مذہب کا ہوجاے اور عوام شرک رفض کی پکڑین کید ۳۱ یہ ہے کہ
طعن کرتے ہین اہلسنت پر کہ یہ اپنے دین مین اقتدا غیر معصوم کی کرتے ہین اور غیر معصوم جو اپنی
ہدایت پانے پر یقین نہین رکھتا تو غیر کو کیا ہدایت کرے گا أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ
أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَىٰ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ پس مثال
اہلسنت کی مثال اندھے کی ہے کہ کوئی اوسکا ہاتھ پکڑنے والا نہین اور گھر پہونچنے کا ارادہ ہے
اور راہ مین رستہ بھول گیا اور اوس حیرانی سرگردانی مین ایسا شخص آگیا کہ وہ اندھے کے
گھر کو بتاتا تھا اپنا ہاتھ اوس اندھے نے اوس شخص کے ہاتھ مین دیا اور اوسکی اقتدا کی اوس
شخص ناواقف نے اوسکا ہاتھ پکڑ کر ایسے جنگل مین کھڑا کیا کہ وہ درندون اور سانپ بچھو
اور جھاڑی کانٹے دار سے بھرا ہوا تھا اور اوسکا ہاتھ چھوڑ کر کہا کہ تو اپنے گھر پہونچ گیا جو آ

س طعن کا یہ ہی ایخ ف عوام کے بہکانے مین لامذہبون کی لفظ بلفظ یہی تقریر ہو اب انکے
رافضی ہونے مین کیا شبہہ ہا کید ۴ یہ ہی بعضے نے علمای روافض سے ایک کتاب
تصنیف کی اور سمین اکثر مشایخ اہلسنت کو لکھا کہ یہ سب امامیہ مذہب تھے اور ظاہر مین سنت جماعت تھے
الخ انتہی ف اسیطرح لامذہب سب علمای دیندار کو لامذہب بتاتے ہین ہمنے دیکھا کہ جناب
مولانا اسحق صاحب وعظ مین لامذہبون کو ضال مضل فرماتے تھے اور یہ گمراہ باہر نکل کر
کہتے تھے کہ میانصاحب نے ظاہر مین کہدیا ہو والا مذہب میانصاحب کا وہی ہی جو ہم
کہتے ہین آہ ایسا ہی ایک اور جعل کرتے ہین کہ سوال کسی مسایہ کا بنا کر اور اوسکا جواب
موافق اپنے مطلب کے لکھا علمای سابقین کے نام سے چھپواتے ہین چنانچہ بعض
مسلے مولانا شاہ عبد العزیز کے نام سے اور بعضے مسلے مولوی حیدر علی کے نام سے
علے ہذا القیاس چھپواتے ہین تاعوام فریب کھاوین اور جانین کہ یہ علما بھی لامذہب تھے
حالانکہ تفسیر عزیزی مین تقلید کو واجب مخیر عوام کے واسطے لکھا ہی اور جو شخص مذاق تحریر
ان علماء سے واقف ہی اوس عبارت ہی سے اوس جعل کو پہچان لے گا اس جعل سے بھی
عوام کو گمراہ کیا ہی کید ۵ یہ ہو کہ بعضے مکار روافض سے کبھی صحبت معتبر محدثین کے
داخل ہوتے ہین اور ملازمت انکی اختیار کرتے ہین اور اپنے مذہب سے بیزاری ظاہر
کرتے ہین اور اسلاف مذہب شیعہ کو برا کہتے ہین اور مطاعن مفاسد مذہب شیعہ کے برملا
ذکر کرتے ہین اور تقوی اور دیانت اور توبہ اور خوش خصلتی اپنی ظاہر کرتے ہین اور
معتبر محدثین سے حدیث لینے کی رغبت ظاہر کرتے ہین یہانتک کہ طلبہ و علماے
اہلسنت اونکو معتبر و عادل جانتے ہین اور اوپر صدق کلام اور پاک دامنی انکے کے
دلجمعی پوری حاصل ہوتی ہی اوسوقت روایات محدثین معتبر مین بعض موضوعات مؤید
مذہب اپنے کے داخل کرتے ہین یا بعض کلمات کو تحریف کر کے روایت کرتے ہین تا آدمی
غلطی مین پڑین اور یہ کید بھی بڑے مکر ون انکے سے ہی الخ انتہی ف دیکھو یہ سب

باتین اس کید کی سید نذیر حسین صاحب و حفیظ اللہ خان صاحب و مولوی عبدالحق صاحب
بنارسی پر برابر صادق ہین پہلے خدمت مولانا اسحق صاحب کی مین معتقدانہ حاضر ہوتے تھے
اور اپنے تئین بکا اہلسنت ظاہر کرتے تھے اور جو کوئی ابوحنیفہ پر طعن کرتا قرآن و حدیث سے
جواب دینے کا دعوی کرتے اور غصے کے مارے منہ مین کف آجاتا تا آدمی ہکو اہل سنت
حنفی مذہب متقی شاگرد میانصاحب کا خیال کرین اور معتقد ہوجاوین جب یہ اعتقاد
آدمیون کے ذہن مین جماویا بعد ہجرت جناب مغفور کے اور دہلی کے خالی ہونے کے
علم سے بتدریج اپنا مذہب رواج دینا شروع کیا پر تقیہ نچھوڑا اور آہستہ آہستہ عوام کو
رفض کی سڑک پر ڈال دیا اور قرآن و حدیث سے عوام کا دل پھیر دیا عمل بالحدیث کے
پردے مین صدہا آیات و احادیث کو رد کر دیا نعوذ باللہ من ہذا الکید ۸۱ یہ ہے کہ بعض کید ۸۱
روایات موافق اپنے مذہب کے ایسی کتاب سے نقل کرتے ہین کہ اوسکے مصنف کو آدمی
اہلسنت خیال کرتے ہون باوجودیکہ وہ اہلسنت نہین ہے انتہی ف ایسا ہی اس فرقے کے
مغوی لوگ اپنی تحریرات مفصلہ مین اقوال محلی بن حزم کے اور اقوال شوکانی قاضی یمن کے
اور اقوال دراسات اللبیب وغیرہم کے نقل کرتے ہین اور پہلے ان خلاف مذہبون کی
بہت تعریف کرکے عوام کے ذہن مین انکا اعتقاد جماویتے ہین اور ایسا ہی قول ائمہ اہلسنت کا
کہ جب حدیث ملے تو ہمارے قول کو نمانو تو اس کلمۂ حق کو اپنے مذہب باطل پر جماتے ہین
باوجودیکہ یہ قول ائمہ کا اپنے شاگردان مجتہدین کو تھا نہ کنجڑے بھٹیارے اوباش دہلی کو
کیونکر یہ کہین حالانکہ جو قول اونکا صریح قرآن و حدیث مین نہو اور اوسکے مضمون کا حکم
بھی صریح نہو تو وہ قول ماخوذ قرآن سے یا حدیث سے یا اقوال صحابہ سے ہوگا ایسے قول کو
کس طرح کہین گے عوام کو کہ تم رد کرو صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے تقلید کو ان روافض کے
کہنے سے چھوڑ کر ان روافض کی تقلید کس طرح کرین اور ہر ایک دیندار کی تقلید چھوڑ دین اور
آیت وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ اور صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کو چھوڑ کر ان اور بعض

منا لین گی کس طرح تقلید کرین طرفہ یہ ہی سبکی تقلید سے منع کرتے ہین اور اپنی تقلید کروانے مین
سعی کرتے کہتے مرتے ہین اور سبکی تقلید باطل ہی تو محدثین کی بھی تقلید باطل ہی اور مطلق
تقلید مین تقلید محدثین روافض کی بھی جائز ہوگی والا تقلید محدثین خاص کی پر کیا دلیل ہی
۱۰۵ کید یہ ہی کہ طعن کرتے ہین اہلسنت وجماعت پر کہ یہ مذہب ابوحنیفہ وشافعی ومالک واحمد کا
اختیار کرتے ہین اور اماموں کا مذہب نہین اختیار کرتے باوجودیکہ ائمہ احق بالاتباع ہین
کئی دلیلون سے اول یہ کہ امام جگر کے ٹکڑے رسول کے ہین اور رسول اللہ کے گھر مین پرورش
پائی اور طریقہ اور رسمین شریعت کی بچپن سے یاد کین مثل مشہور ہی کہ اہل البیت ادری بما فیہ
دوسری یہ کہ ایسی حدیث مین جو اہلسنت کے نزدیک بھی معتبر ہی حکم آیا ہی کہ اہل بیت کی پیروی
کرو قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِنِّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَین اِنْ تَمَسَّکْتُمْ
بِہِمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِی کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِی اَھْلِ بَیْتِی وقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِی فِیکُمْ مَثَلُ سَفِینَۃِ نُوحٍ مَنْ رَکِبَہَا نَجیٰ وَمَنْ
تَخَلَّفَ عَنْہَا غَرِقَ تیسری یہ کہ بندگی اماموں کی اور عبادت وتقوی وزہد انکا متفق علیہ ہی
شیعہ اور اہلسنت دونون قائل ہین بخلاف اورون کے اور جسکی بزرگی پر اتفاق ہو وہی
الیق ہی اتباع کا اوس سے کہ جسکی بزرگی مین اختلاف ہو جواب اس کید کا یہ ہی الخ انتہی
ف یہی تقریر ان روافض جدید کی ہی اسی قدر فرق ہی کہ روافض قدیم اہل بیت کے
پردے مین بہکاتے ہین اہلسنت کو اور یہ عمل بالحدیث کے پردے مین اہلسنت کو گمراہ کرتے ہین
حاصل دونون کا کَلِمَۃُ حَقٍّ قُصِدَ بِہَا الْبَاطِلُ ہی جیسے خارجی عمل بالقرآن کو بہانہ کر کے
۱۰۶ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دھوکا دیا کرتے تھے کید ۱۰۶ یہ ہی کہ ایک جماعت شیعہ پہلون
کی فریب دیتی تھی احمقون بیوقوفون کو اسطرح پر کہ پاس ایمہ دین وبزرگان کاملین کے
کثرت سے آمد ورفت کرتے تھے اور اونکے گھر آیا جایا کرتے تھے تاکہ عوام کو گمان ہو کہ یہ شاگرد
وخاص مرید خالص ان بزرگون کے ہین اور روایات انکے اون ایمہ دین سے معتبر جانین

جب آدمیون مین اعتبار پیدا ہو گیا تو اپنی جھوٹ اور باطل باتین اونکے روایات مین ملاکر
مشہور کین اور دین و ایمان اکثر عوام کا اس حیلے سے برباد کیا اور سردار انکا الخ انتہی

ف اسی طرح سید نذیر حسین اور مولوی عبد الحق نے اپنی آمد و رفت خدمت مولانا
اسحق و مولانا شاہ عبد القادر صاحب مین جاری کرکے اپنی شاگردی و نیک بختی کا گمان
عوام کے ذہن مین جمایا پھر جب وقت پایا عمل بالحدیث کے پردے مین عوام کے دین کو
برباد کیا سید نذیر حسین صاحب نے کس روز میان صاحب سے پڑھا ہے فقط ہجرت کے
ایام مین بطمع اغوای خلق کے ایک ایک حدیث اوائل چند کتب کی سنا کر ایک پرچہ سند کا
لکھوا لیا وعظ مین بھی کبھی جانا نصیب ہوا ہو کبھی کبھی تعطیل مین مسئلہ پوچھنے کو جاتے تھے
اور حفیظ اللہ خانصاحب وعظ مین جاتے تھے کبھی کوئی حرف جلالین کا پوچھنے کو آتے تھے
اور جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے زمانے مین تو ان دونون کا وجود بھی دہلی مین
تھا کبھی انکو ہمنے بڑے شاہ صاحب کے زمانے مین نہین دیکھا دونون میانصاحب اہلسنت
و حنفی مذہب تھے اور یہ تقی غیر مقلد و دشمنان اہلسنت ہین پھر کس طرح عوام انکو جناب
میانصاحب کے تلمذ کے وسیلے سے انکو مانتے ہین اور اپنا دین برباد کرتے ہین بلکہ حقیقت
یہ ہو کہ ہم لوگ اہلسنت کو چاہیے کہ انسے ایسا معاملہ رکھین جیسا شیعون سے دنیات مین
انسے بالکل شرکت و گفتگو قطع کر دین جیسا بطور رد و قدح کے ضرورت کے وقت شیعون کو
جواب دیتے ہین ایسا ہی انکو بھی جواب دین والا کچھ غرض نرکھین ہمارا انکا اصول بھی جدا
ہو گیا ناظرین رسائل لا مذہبون پر یہ امر ظاہر ہو فقط کیت ۱۰۵ تقیہ ہو اور یہ سبکی وجہ
بڑھا ہی یعنی چھپانا مذہب باطل اپنے کا عقلا و اہل ہوش سے اور پیش کرنا اس مذہب کا
خفیہ اور پوشیدہ اوپر احمقون اور لڑکون اور عورتون کے تاکہ اہل عقل اوپر گمراہی اور جھوٹ
انکے واقف نہون اگر عقلمند واقف ہو جائینگے ہمارے بہکانے کو برباد کر دینگے الخ انتہی

ف اسی طرح یہ تقی لوگ تقیہ والے چند روز مین کید انکا مذاہب اربعہ اہل سنت کا خوب

طالب علمی مین ابتدائی ایام مین ... کے ساتھ جناب مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کے وعظ مین جایا کرتا تھا اور سوا وعظ کے کبھی حاضر ہوتا تھا اور پھر زمانہ مولانا ... صاحب مین بھی ... [illegible]

سیکھتے ہین اور طعن کرنے مین فقہا پر شاق اور مضبوط ہوجاتے ہین پھر خود بخود نام مولوی کا
اپنے نام پر لگاکر اجازت تفضلیں کی یا کرو بہات و تریات کی طرف اہلسنت کے لباس مین
جاتے ہین تقیے سے گانوگانو شہر شہر پھرتے ہین اگر کوئی مسجد یا تکیہ خالی ملا اوسمین امام
یا موذن یا تکیہ دار بن بیٹھتے ہین اور بظاہر مین اپنے تئین بڑا نیک بخت بناتے ہین جب
عوام جہال کو اپنا معتقد کر لیتے ہین تو بتدریج لڑکون اور جاہلون کو خفیہ خفیہ بہکاتے ہین
جو ان لڑکون یا جاہلون مین سے پکا گمراہ ہو گیا اوسکو ظاہر کرکے اور جاہلون سے لڑا دیتے ہین
اور پھر بر ملا تکرار پھیلاتے ہین اور مسلمانون مین کشت و خون کی نوبت پہونچتی ہی اور ایت
اوسی طرح اہلسنت بنے رہتے ہین اگر کوئی تکرار کسی کی لڑائی کی انکے آگے پیش آئی تو کہتے ہین
کہ یہ لوگ حدیث پر عمل کرتے ہین کچھ برا تو نہین کرتے اور ہم ہمیشہ سے حنفی مذہب ہین
اسواسطے نہین کرتے والا قرآن و حدیث کا مطلب تو وہی ہی جو یہ لوگ رفع یدین آمین بالجہر
و قرارت خلف الامام وغیرہ کرتے ہین بھلا رسول اللہ اور صحابہ کسکا مذہب رکھتے تھے
پھر خفیہ آہستہ تکرار آیات متشابہات کی اور تحقیق خلاف عقائد اہلسنت کی ڈالتے ہین تا اختلاف
آیات و احادیث دیکھکر بالکل مذہب اہلسنت سے معاند ہو جائین اور اہستہ لوگ اوسی طرح
تقیے مین اہلسنت بنے ہوئے اور جہال کے بہکانے کی فکر مین لگے رہتے ہین زیادہ جو جو
فساد مسلمانون مین ان متقیون نے تقیے کے پردے مین ڈالے ہین سب لوگ جانتے ہین
حاجت تحریر نہین ہی بلکہ سنا گیا ہی پر تحقیق نہین ہی کہ چند مالدار نے جو عناد اہلسنت کا اختیار
کیا جیسے والا جاہ بھوپال کے اور سوداگر دہلی والا ہمو وغیرہ کے انھون نے دہلی مین چندہ جمع
کر دیا ہی اور خزانہ کر رکھا ہی تو جو مفلس عناد اہل سنت مین مولوی کا خطاب پاتا ہی اوسکو
واسطے اغوا کے کچھ تنخواہ اس خزانے سے ملتی ہی اگرچہ وہ بحیلہ امام و موذنی کے یہان بہین
گذر اوقات پیدا کر لے پر تنخواہ بلاناغہ حق الاغوا وہین پہونچتی ہی اور قدر قلیل لڑکون کو دیکر
آمین بالجہر کا شور کرواتے ہین تاکہ مساجد مین کسیکو حضور قلبی نرہے اور آپس مین تکرار

پھیلے اور فوجداری ہوا ایسے ایسے فساد اور دنگے انکے گماشتے ڈالتے ہین اور آپ تقیہ مین چھپے رہتے ہین انکو کوئی نہین جانتا کہ یہ انکا فساد ہی بلکہ یہ شیوۂ تقیہ بہت اہل علم وطلبہ نے اختیار کر لیا ہی کہ مسائل اختلافی مین سکوت کرتے ہین اور اگر کوئی پوچھتا ہی تو کہتے ہین کہ لوگ غیر مقلد سچ کہتے ہین بس جاہل اس ایک بات منتقی کے سے جلد بہک جاتے ہین غرض ان متقیون نے تقیے کے پردے مین ہزارہا عوام کو گمراہ کر دیا اور مذہب اہلسنت کا معاند کر دیا

فائدہ جدیدہ ہر ایک جانتا ہی کہ شیعہ سے غیر صورت تقیہ مین اگر کوئی اہلسنت پوچھتا ہی کہ تمھارا کیا مذہب ہی تو کہتا ہی کہ جو رسول اللہ کا مذہب تھا ہمارا مذہب محمدی ہی جو لاشے پیلیون کی تقلید ہم نہین کرتے ہم رسول اللہ اور اہلبیت معصوم کی تقلید کرتے ہین یہی قول انکا ہی بلا فرق اور کہتے ہین کہ قرآن و حدیث مین نہین آیا کہ ابو حنیفہ شافعی مالک احمد کی تقلید کرو اگر تقلید کلی کا کچھ پتا لگے گا تو تقلید ان امامون کی قید کہان ہی نہ قرآن مین ہی نہ حدیث مین تو ان فقہا مین شخص معین کی تقلید کہان سے جائز ہوئی جسکی تقلید کو جی چاہا اوسکی تقلید کر لی تو حاصل انکا یہ ہی کہ کسی کی تقلید معین کی نکرو پر ہماری یا ہمارے اوستاد کی تقلید کرو پیدا ہو کہ انکی تقلید بھی جب ہی ہوگی جب انکے اس کہنے کو نہ مانین اور تقلید کرین والا انکی تقلید معین کی ہو جائیگی علاوہ اسکے عدم تقلید معین مین بالکل دین برباد ہوتا ہی اسواسطے کہ تقلید بالکل خصوصاً شخصی حرام ہوئی اور ظاہر ہی کہ اس زمانے مین کسیکو ملاقات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور اخذ قرآن و حدیث کا بلا واسطہ نصیب نہین ہی تو خواہ مخواہ بواسطہ استاذ یا استاذ الاستاذ کے اوپر تک ہوگا تو تم دین کو اور حدیث کو استاد کی تقلید کرکے لوگے ہم پوچھتے ہین کہ قرآن و حدیث مین کس جگہ آیا ہی کہ تم اپنے استادون کی تقلید واجب جانو اور اونکے غیر کی تقلید کو حرام جانو اور کتب حدیث اہل سنت کے صحیح ہین اور کتب احادیث اثنا عشر اور خوارج اور روافض کے غلط ہین اسپر قرآن و حدیث سے کیا دلیل ہی کہین قرآن و حدیث مین لکھا ہی کہ فلانی فلانی کتاب کو صحیح جانو فلانی کو غلط جانو اور تمام کتب

حدیث مین سے صحاح ستہ کے اعتبار کرنے کی کیا دلیل ہی اگر کہو کہ تمام اہلسنت نے ان صحاح ستہ کو راجح سمجھا ہی تو ہم کہتے ہین کہ فقہای اربعہ کو بھی تمام اہلسنت نے ناسخ اور مبلغ احکام رسول اللہ اور مروج احادیث رسول اللہ بحذف اسناد کے سمجھا ہی اور خلاصہ احادیث کا بعد تنقیح ناسخ و منسوخ تاریخ کے تمام فقہ ہی تو جب یہ اتفاق تمام اہلسنت کا فقہا کے مقدمے مین مردود ہوا تو اتفاق تمام اہلسنت کا کتب حدیث کے مقدمے مین بدرجۂ اولیٰ مردود ہوگا کہ فقہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر تھے کہ تابعین یا تبع تابعین ہین اور مصنفین کتب حدیث رسول اللہ سے بہت دور ہین اور کتب حدیث مین روایات کذابون کی اور روافض و خوارج و نواصب کے بھرے ہوئے ہین بخاری مین بہت روایات رواتِ ضعفا سے موجود ہین اور شیخ المفسدین مروان بن الحکم سے بخاری روایت رکھتا ہی پھر ان کتب حدیث کا کیا اعتبار رہا اور جسکو یہ محدث صحیح یا حسن کہدین تم کس طرح اور کس دلیل سے اوس حدیث کو صحیح یا حسن جانتے ہو قرآن و حدیث مین کہان آیا ہی کہ جس حدیث کو یہ محدث صحیح کہین وہ صحیح ہی باوجودیکہ یہ محدث بھلے برے سے روایت کرین تو انکا قول معتبر ہوا اور فقہا کو فقط ایک راوی تابعی یا تبع تابعی کا دریافت کرنا اور راوی کا ثقہ ہونا صحت حدیث کے واسطے کافی تھا اونکا قول مردود ہوا اسکی کیا سند ہی اور اسماء الرجال والون نے جو رجال کی جرح تعدیل کی ہی اوس جرح تعدیل کو قبول کرنا اور اوسپر احکام مبنی کرنا اسکی کیا دلیل ہی سوای تقلید کے یہ سلسلہ بھی عدم تقلید مین باطل ہوا اور تمکو لازم ہوا ہر حدیث کی اپنے سند مع توثیق سب رواۃ کی اپنے سے آنحضرت تک بیان کرو ہمکو الزاماً قول محدثین پر اعتبار نہین والا تقلید شخصی کی دلیل بیان کرو اور اگر کہوگے یہ امر تو ممکن نہین ہی تو ہم کہتے ہین عدم تقلید شخصی بھی ممکن نہین اور سنو کہ کیا دلیل ہی کہ کتب اہلسنت کا اعتبار ہی اور کتب شیعہ کلینی وغیرہ کا اعتبار نہین وہ بھی تو کتب حدیث کے ہین حدیث مین واجب نہین کہ اہلسنت کہین تو مقبول ہو والا مردود ہو عدم تقلید مین لازم آیا جہان سے حدیث پاوین رفضی ہو یا خارجی ہو عمل واجب ہی تم جب یہ بات سنوگے ظاہر مین تو

عاجز جواب مین ہوکر کہو گے کہ روافض خوارج کی حدیث کا کیا اعتبار ہی اور دل مین خوش
ہوگے اور کہو گے کہ ہمارا مقصد دلی تو یہی ہی تقریر مین جواب نہ آیا بلا سے نہ آیا عوام کو قید
شرع سے نکالنا منظور تھا سو حاصل ہوا لہذا عوام کو انکے فریب سے بچنا واجب ہی اور یہ
انکے قول عمل بالحدیث پر دھوکا نہ کھاوین اس لفظ مین حذفِ مضاف ہی یعنی عمل بخلاف الحدیث
مراد ہی جیسا تقیہ مین حنفی ہونے کا دعوی کرتے ہین اور حنفی مذہب جیسا ہی ویسا ہی مجوسی کو بھی
حنفی کہتے ہین عوام انکے توریہ سے مذہب حنفی اہلسنت کا سمجھتے ہین اور یہ اپنے دل مین
مانند شیعہ کے دین محمد مراد رکھتے ہین اور مراد رکھنا انکا حذف مضاف کو سمجھا جاتا ہی انکے
اعمال اور افعال سے لیکن اصل مقصود انکا جو برہمی انتظام شریعت محمدی کا ہی تو اس فرقے کے
لوگون کے اعمال اور اعتقاد ایک طرح پر نہین ہین کہ ایک طرح پر ہونا یہ بھی ایک انتظام ہی
لہذا ہر شخص انکا ہر مقام کے مناسب جیسا چاہتا ہی وہ اغوا کرتا ہی جو آیت متشابہ انکے موافق
ہوئی اوسکو نص قطعی بتا دیا جو آیت محکم انکے مخالف ہوئی اوسکو متشابہ کہکے اوڑا دیتے ہین
اپنے مطلب کی حدیث کو گو ضعیف یا منسوخ یا موضوع ہو اوسکو صحیح قوی بتاتے ہین اور
جو حدیث انکے مخالف ہو گو قوی صحیح موافق قرآن کے ہو اوسکو غلط بتاتے ہین یہ قاعدہ انکے
ہر عالم جاہل کا ہی چنانچہ علامات رفض کے مسائل کو اس فرقے کے سب لوگ نہین کرتے
استادون نے جسکو جیسا مناسب جانا ہی سکھایا ہی پر ساری علامتین اس فرقے مین موجود ہین
اول تراویح کا انکار کرنا اور بدعت بتانا اور جو بعضے مصنفون سے غلطی سمجھ حدیث مین ہوئی
اور آٹھ سنت اور بارہ مستحب لکھدیے اس غلط فہمی کو دستآویز کرکے بعضے تو مسلم اے آٹھ سنت
اور بارہ مستحب بتا کر اہل سنت کے ہاتھ سے نجات پائی کس حدیث مین آٹھ تراویح ثابت ہین
نماز تہجد کو تراویح پر حمل کرنا غلط فہمی ہی تہجد جدی نماز اور قیام رمضان جدی نماز ہی دوسرے
نماز جمعہ کو نہ پڑھنا شعار روافض ایران کا ہی اہل توران سے لڑائی کو جہاد کہنا یہ عین مسلہ روافض
ایران کا ہی جب انکا مذہب پوچھیے محمدی بتاوین یہی قول روافض کا ہی مذہب اور دین کو

ایک جانتے ہین اہلسنت کو حنفی شافعی ہونے سے مشرک کافر جاننا یہ عین قول روافض کا ہی
[۹] سنن ماثورہ کو چھوڑ دینا یہ عین عمل شیعہ کا ہی [۱۰] وضو مین کہنیون سے پانی ناخنون کی طرف
بہانا عمل روافض کا ہی [۱۱] مخالفت اہلسنت کو مذاہب اربعہ سے دلیل حقیت جاننا عین عقیدہ
شیعہ کا ہی [۱۲] جمع بین الصلوتین بلاعذر عین مذہب روافض کا ہی [۱۳] ایک حدیث جہر آمین کی لیکر
قرآن کو رد کرنا یہ عین قول شیعہ کا ہی [۱۴] تو جب الحرج مد فوع عورت غیبت شوہر مین جو دیر
ہو جائے جب چاہے نکاح کرے یہ بدلہ متعہ کا ان لوگون نے قرار دیا ہی اور مولوی عبد الحق
بنارسی کا فتوی جواز متعہ کا میرے پاس موجود ہی مولوی عبد الحق نے برملا کہا عائشہ علی سے
لڑی اگر توبہ نہ کی ہوگی تو مرتد مری اور یہ بھی دوسری مجلس مین کہا کہ صحابہ کا علم ہمسے کم تھا
اونکو ہر ایک کو پانچ پانچ حدیثین یاد تھین ہمکو اونسکی حدیثین یاد ہین اختلافیات مع تقابہا تکرار
لکھنا یہ عین عمل روافض کا ہی [۱۵] جھوٹ و دروغ اور مکر کو اپنا قاضی الحاجات بنانا عین
شعار روافض کا ہی باوجودیکہ ہر بات کا جواب دندان شکن قرآن اور حدیث سے پاتے ہین
پھر دوسری مجلس مین وہی سوال پیش کرتے ہین اور مشہور کرتے ہین کہ ہمارے سوال کا
جواب کسی سے نہوا اور جس مجلس مین الزام اپنے جھوٹ کا کھاکر ذلیل ہوتے ہین تو مشہور یہی
کرتے ہین کہ ہمنے الزام دیا اور ہمارے سوال کا جواب اہلسنت سے نہ بنا باوجود ذلت اونٹھانے کے
جھوٹا دعوی کرنے سے نہین شرماتے یہ بھی بے شرمی روافض کی ہی یہ تو اون غیر مقلدون کا
حال ہی جو بے اختیار اور رعایا ہین اور غیر مقلد با اختیار کا حال سنو جیسے نواب والاجاہ امیر کبیر
ریاست بھوپال یہ باتین مذکورہ تو وہان سب ہین اگر کوئی شخص اہلسنت حنفی ہو یا شافعی اور
کسی طور سے اوسکا اقرار مقرر ہو پھر رئیس کو معلوم ہو جائے اہلسنت ہونا اوسکا تو حکمت
عملی سے اوسکا اقرار موقوف کر دینگے اور اوسکے دشمن ہو جاوینگے تمام حکومت مین
حکم نام جاری ہی کہ مقرض کو سود دلاؤ اور عمل آیت فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
پر خوب ہے ترویج خمر کی خوب ہی شراب کا نکالنا یہ جا برملا ہی لاکھون روپیہ اوسکے محصول کا

مدار المہام اور والاجاہ کے خزانے مین داخل ہوتا ہی اور آیت اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ
وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ پر خوب عمل ہی تحصیل جنگی کی سرکار انگریزی سے بھی زیادہ زور شور سے
جاری ہی تمام زمین جنگل بھر ناپ کی محصول ہر جنس کا لے لیا پھر محصول کس چیز کا لیتے نیز
زمین مزروعہ مین غلہ بجائے محصول زمین کا دیا زمین غیر مزروعہ مین جو گھاس ہوئی اوسکا محصول
دودھ مویشی سے اور گھی وہی بجائے اوا کیا اگرچہ سرکار انگریزی نے بسبب مخالفت دین ایک ایک
چیز پر بار بار محصول لگایا اور طرح طرح کا ٹکس لگایا پر یہ تو متقی لوگ دعوی عمل بالحدیث کا
اور عدل اور انصاف کا کرتے ہین تو یہ جنگی ہر چیز پر یعنی کسی مذہب کی حدیث مین نہین ہی
شاید بحکم الناس علی دین ملوکہم حسب قانون انگریزی کے حلال کر لیا ہو حدیث مین ہی جو ہی
زمین موات کی گھاس پانی مین سب مخلوق شریک ہی متقی نے کوہستان کے ٹکرے پر بھی محصول
لگا دیا تھا حسب قانون انگریزی کے لیکن رعیت کی واویلا سے بالفعل تو معاف کر دیا ہی جو
معاف رکھین گے تو اپنی ریاست مین حکم عام دیا ہی کہ فیصلہ ایک گواہ اور ایک قسم پر کر دیا
اور قرآن کی مخالفت صریح پر حکم دیا اور حدیث مسلم آحاد سے بلا سمجھے معنی حدیث کے حکم
قرآن کا رد کر دیا اور حکم عام دیا کہ ہماری ریاست مین پابندی کسی مذہب کی مرعی ہووے اب
روافض سے بھی گذر گئے شہر بھوپال مین جو بڑا شہر ہی سوای ایام فصلی کے ایک دوکان کے
سوا دوسری جگہ اگر غلہ بکے تو مستحق سزا ہووے بموجب حکم ٹھیکدار کے سرکاری غلہ بکتا ہو گا
یا بطور لیسن سرکار انگریزی کے اہل پیشہ اور تجار سے سرکار بھوپال لیتی ہوگی یہ بھی عمل
بالحدیث کسی حدیث سے نکالا ہوگا اور جو خرچ رجسٹری کا بائع مشتری وغیرہ پر اور خرچہ
کاغذ اسٹام وغیرہ کا عوض دعوی پر ذمہ متخاصمین کے اور طرح طرح کے رسوم تحصیل کے حسب قانون
انگریزی کے جو نواب والاجاہ نے رعیت پر لگا رکھے ہین یہ سب رسوم و ابواب ظلم صریح ہین انکو
بھی عمل بالحدیث جانتے ہونگے اور اس عمل سے آیت وَلَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ
بِالْبَاطِلِ کو منسوخ سمجھے ہونگے اور سرکار انگریزی پر کچھ شکایت نہین ہی کہ مخالف دین کے

باعث ان ظلمون کا ہے اور عمل بالحدیث صدق کا دعوی بھی نہین کرتے ہین نواب والاجاہ نے جمعہ اعیاد کے
خطبے تصنیف کرکے اپنی ریاست مین اور اپنے موافق مذہبون کو حکم ترویج اور پڑھنے کا دیا ہے
اور ذکر صحابہ و خلفای راشدین کا خطبے مین بدعت جانکر اونکا ذکر خطبے سے نکال ڈالا ہے اب
کیا شبہہ اس فرقے کے رافضی ہونے مین باقی رہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو مناقب
خلفا و صحابہ کے خطبے مین بیان فرماتے تھے وہ بھی بدعت ہو گیا خلفا کے افعال کو تو بدعت
کہتے تھے رسول اللہ کے عمل کو بھی بدعت کر دیا سبحان اللہ کیا عمل بالحدیث ہے سوای اسکے
بعض علامات خوارج کے بھی انہین موجود ہین چنانچہ ابوداود باب قتال خوارج مین حدیث محمد بن کثیر کے
آخر مین ہے ان فی عقب ہذا قوما یقرؤن القرآن لایجاوز حناجرہم یمرقون من
الاسلام مروق السہم من الرمیۃ یقتلون اہل الاسلام ویدعون اہل الاوثان
لئن انا واللہ ادرکتہم لاقتلنہم قتل عاد انتہی اسی طرح ان تقیون کو رفض سے اگر
رہائی تھی تو بجا تھی مگر انکو نہ ہنود سے بغض ہے نہ نصاری سے نہ اور کفار سے فقط اہلسنت سے
دشمنی ہے جب اہل مذہب کا نام سنتے ہین جل جاتے ہین خصوصا ابو حنیفہ کے نام سے مارے
غصے کے اختیار مین نہین رہتے ایسا ہی نواب والاجاہ اگرچہ امام شافعی و مالک کے نام سے بھی
غصے مین آتے ہین لیکن جب ابوحنیفہ کا نام سن لیتے ہین تو مارے غصے کے اختیار مین نہین رہتے
تقیے سے بھی صبر نہین ہوتا حال قال سے غصہ ٹپکا پڑتا ہے باقی مفاسد عقائد کے انکے کتاب
مدار الحق وغیرہ مین لکھے ہین دیکھ لو کہ قائل رجعت کے ہین خدای تعالی پر کذب جائز رکھتے ہین
علی کل شیء قدیر کو دلیل لاتے ہین محالات کو شیء مین داخل کرتے ہین غرض کہ سارے علامات
تشیع کے اس فرقے مین موجود اگرچہ سارے علامات ہر شخص مین نہین ہین بلکہ کل علامات کل
فرقے مین ہین اسواسطے کہ غرض انکے استادون کی یہی ہے کہ شکوک مین عوام کو ڈالکے اختیار
کے ذریعے سے انہین عوام کو لڑا بھڑا کے قید شرع سے رہائی دیکر دریای بے قیدی و غیر مقلدی
انکو ڈالدیں پھر آسانی سے قید رفض مین آجاوینگے اور اگر کسی نے زیادہ ذہن کو لڑایا اور کسی

دین مذہب کو اختیار کریگا خارجی نصرانی جدھر اوسکا ذہن لیجاویگا چلا جاوے گا جیسا اپنا جامع مسجد دہلی کے پہلے ہمنے اونکو لکل عدم تقلید کیطرف پایا تھا اور تقیے سے نماز اہلسنت کی برباد کرتے تھے اب ناگیا ہی کہ امام جیونے مذہب نیچریہ اختیار کیا ہی جو منتصرہ ہندنے واسطے اضلال اہل ہند کے ایک برزخ درمیان نیچر اور محمدیت و تمدن کے نکالا ہی سواب امام جیونے زیادہ ترقی کی اور حکام سے قربت معنوی پیدا کی اور عبادت صلیب تے جو جامع مسجد مین ہوئی ہی تاثیر کی اور عوام بیچارونکو خبر نہین کہ امام ہمارا کون ہی غرض اس تحریر سے بیان علامات تشیع کا ان غیر مقلدین مین ہی مقصود ہمارا طالب جواب یا سوال نہین اسکے جواب مین کوئی اوقات ضائع نکرے کوئی اوسکا ملتفت نہوگا بلکہ اہلسنت کو مناسب ہی اور اکثر علمای اہلسنت نے یہی بات پسند کی ہی کہ یہ غیر مقلد اپنے غیر مقلد مولوی سے مسئلہ لکھواکے استعمال کرین اہلسنت کے روبرو پیش نکرین اور اگر کرین تو اہلسنت اوسپر دستخط نکرین اور اگر کرین تو مانند مسائل نوشتہ شیعہ کے سمجھکر دستخط کرین بلکہ جبتک حسب دعوی اپنے کے آیت یا حدیث منصوص حسب مسئلہ جزئی کے نہو ملاحظہ بھی نکرین اور سند کتب فقہ کی بطور تقیہ کے جو لکھین اوسکے لحاظ سے دستخط نکرین کہ کتب فقہ کو بدتر فضلہ خوک سگ سمجھتے ہین پھر یہ سند قبیل واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون سے ہوئی کہ تحریر مخالف اعتقاد کے ہی فقط واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ایک ڈاکٹر شیعہ نے مجھسے بیان کیا کہ ایک شخص مدت تک میرے پاس رہا پھر وہ لامذہب معلوم ہوا مین نے پوچھا کہ تو کب سے لامذہب ہوا اوسنے بیان کیا کہ مین قدیم سے لامذہب ہون تقیہ کرکے تمہارے پاس رہتا تھا مین نے کہا کہ یہ تقیہ کب درست ہی جواب دیا کہ درست ہی اسواسطے کہ مولوی نذیر حسین صاحب ہمارے پیشوا فرماتے تھے کہ ہمیشہ سے مین یہی مذہب رکھتا ہون تقیہ کرکے ہمیشہ خدمت میں مولانا اسحق صاحب کی جاتا تھا اور وہ مجھے اپنا ہم مذہب جانتے تھے اور مین بھی اپنے مذہب پر ہمارا ہا فقط